آنے والے موعود کی باون (۵۲) علامات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود..........فرماتے ہیں۔ یہ بڑی تفصیلی پیشگوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ آنے والا اپنے اندر کئی قسم کی خصوصیات رکھتا ہو چنانچہ اگر اس پیشگوئی کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں آنے والے موعود کی یہ علامتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قدرت کا نشان ہوگا۔ دوسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ رحمت کا نشان ہوگا۔

تیسری علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ قربت کا نشان ہوگا۔ چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فضل کا نشان ہوگا۔

پانچویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ احسان کا نشان ہوگا۔ چھٹی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب شکوہ ہوگا۔

ساتویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب عظمت ہوگا۔ آٹھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ صاحب دولت ہوگا۔

نویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مسیحی نفس ہوگا۔

دسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

گیارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

بارھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہوگا۔

تیرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت ذہین ہوگا۔ چودھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سخت فہیم ہوگا۔

پندرھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔

سولھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔

سترھویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

اٹھارویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

انیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ دوشنبہ کا اس کے ساتھ خاص تعلق ہوگا۔

بیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فرزند دلبند ہوگا۔ اکیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ گرامی ارجمند ہوگا۔

بائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الاول ہوگا۔ تئیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الآخر ہوگا۔

چوبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر الحق ہوگا۔ پچیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مظہر العلاء کا نشان ہوگا۔

چھبیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کان اللہ نزل من السمآء کا مصداق ہوگا۔

ستائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔

اٹھائیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

انتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نور ہوگا۔

تیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا کی رضامندی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔

اکتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا اس میں اپنی روح ڈالے گا۔

بتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ تینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

چونتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

پینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

چھتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

سینتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

اڑتیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دیر سے آنے والا ہوگا۔ انتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دور سے آنے والا ہوگا۔

چالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فخر رسل ہوگا۔

اکتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی ظاہری برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

بیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کی باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

تینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ یوسفؑ کی طرح اس کے بڑے بھائی اس کی مخالفت کریں گے۔

چوالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر الدولہ ہوگا۔

پینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن واحسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

چھیالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم کباب ہوگا۔

سینتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حسن واحسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

اڑتالیسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔ انچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ کلمۃ اللہ ہوگا۔

پچاسویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ناصر الدین ہوگا۔ اکیاونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ فاتح الدین ہوگا۔

باونویں علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بشیر ثانی ہوگا۔

یہ علامتیں ہیں جو اس پیشگوئی میں آنے والے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ (الموعود صفحہ ۷۲ تا ۷۵)

تبرکات

سیدنا حضرت مصلح موعود............ کی یاد میں

تحریر فرمودہ: حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ نوراللہ مرقدھا

سیدنا حضرت المصلح الموعود...... کے بارہ میں حضرت سیدہ موصوفہ کے نہایت دلکش اور حسین تاثرات جو روزنامہ الفضل یکم دسمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئے۔ افادہ احباب کے لئے کچھ حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت سیدہ موصوفہ فرماتی ہیں:

''وہ پاک روح جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا جس کا اس دنیا میں آنا ازل سے مقدر تھا جس کے آنے کی خبر نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی دی گئی بلکہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دی گئی تھی جس کی برکتوں سے قوموں نے زندگی پائی۔ وہ اس دنیا میں آیا ایک کمزور بچہ کی شکل میں جس کی صحت خاصی کمزور تھی۔ آنکھیں دکھتی رہتی تھیں۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی عارضہ لگا رہتا تھا۔ پڑھائی کی طرف خاص توجہ نہ تھی۔ سکولوں کے امتحان میں سے شاید کوئی بھی امتحان پاس نہ کر سکا۔ دنیاوی نقطہ نگاہ سے کسی کو خیال بھی نہ آ سکتا تھا کہ یہ بچہ کوئی بڑی ہستی بنے گا لیکن خدا کا وعدہ تھا وہ جلد جلد بڑھے گا ہم اپنی روح اس میں ڈالیں گے۔ خدا کے فضل کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ دنیا کی نظر میں یہ سب باتیں انہونی تھیں لیکن عرش پر فرشتے مسکرا رہے تھے کہ اس دنیا کے بندے کتنے بھولے ہیں کہ خدا کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ بیس سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ اس چھوٹی عمر میں شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سارے گھر کی ذمہ داری اس ناتوان وجود پر پڑی لیکن اسی بچہ نے جسے دنیا کمزور سمجھ رہی تھی اپنے جانے والے باپ کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنے رب سے ایک عہد کیا کہ خواہ ساری دنیا تجھے چھوڑ دے لیکن میں نہیں چھوڑوں گا اور اکیلا ہی ساری دنیا سے نبرد آزما ہوں گا۔

اسی کمزور اور ناتواں انسان کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے چھ سال بعد ایک چھوٹی سی جماعت کی قیادت ملتی ہے۔ عمر کم، تعلیم نہ ہونے کے برابر، دوست دشمن ہو جاتے ہیں۔ مالی لحاظ سے بھی کمزور، دنیا ہنستی اور قہقہے لگاتی ہے کہ چند دن کی بہار ہے یہ سفینہ آج ڈوبا یا کل ڈوبا۔

وہ ناتواں بچہ جب اپنی جماعت کی پتوار ہاتھ میں سنبھالتا ہے تو ساری دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی ہے کہ ہم نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا۔ قوموں کو للکارا۔ دشمنوں کو شکست دی۔ ہر مشکل پر فتح پائی۔ ہر روک دور ہوئی۔ منجدھار میں سے اپنی کشتی کو نکالتا ہوا ساحل تک لے آیا۔ خدا کی بات پوری ہوئی۔ دنیا کے کونے کونے تک (دین حق) کا پیغام پہنچایا۔ ملک ملک میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ بھٹکی ہوئی روحوں نے اس کے ذریعہ اپنے رب سے تعلق قائم کیا۔ دنیا کے ہر کونہ سے اس کے لئے سلامتی کی دعائیں بلند ہوئیں۔

ایک کامیاب قائد‘ ایک محبوب رہنما‘ ایک عظیم انسان‘ جماعت کے لوگوں کے دلوں کی دھڑکنیں ایک وفا شعار بیٹا‘ ایک شفیق بھائی‘ ایک بے نظیر خاوند‘ ایک محبت کرنے والا لیکن خدا کی خاطر ساری اولاد کو قربان کر دینے کا جذبہ رکھنے والا باپ‘ دوستوں کا وفادار اور دشمنوں سے شفقت اور احسان کرنے والا انسان کامیاب و کامران زندگی گزار کر اپنے مولا کے حضور اپنی زندگی کا نذرانہ لے کر حاضر ہو گیا۔

ہاں وہ عظیم الشان کہ جب جماعت کی قیادت ہاتھ میں آئی تو دوست کم اور دشمن زیادہ تھے۔ اور جب اس دنیا سے رخصت ہوا تو ہزاروں نہیں لاکھوں آنکھیں اشکبار اور لاکھوں دل غم ناک تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا قانون ہوتا کہ کسی کی جان کے عوض کوئی دوسری جان قبول کی جاسکتی تو یقیناً اس محبوب ہستی کو بچانے کے لئے اس کی جماعت کا ہر فرد اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا۔

آپ کی ساری زندگی ایک عظیم الشان جدوجہد کی زندگی تھی۔ آپ کا ہر کام حیرت میں ڈالنے والا تھا لیکن میری نظر میں آپ کا سب سے عظیم الشان کارنامہ استحکام خلافت ہے جماعت کے ہر فرد مرد عورت اور بچہ کے دل میں یہ ایمان پیدا کر دیا کہ.......... ترقی صرف وحدت قومی کے ساتھ وابستہ ہے اور وحدت قومی کی جان نظامِ خلافت ہے۔ خلافت پر پختہ ایمان ہر قیمت پر اس انعام الٰہی کو قوم میں قائم رکھنا۔ خلافت کی کامل فرمانبرداری۔ اس کی عظمت کے مطابق قربانیاں دینا ہر احمدی میں یہ روح اور جذبہ پیدا کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر رہا.........“

حضرت سیدہ موصوفہ اس مبارک وجود کی مدحتِ شان میں فرماتی ہیں:

”..........اے جانے والے تیرا نام ہی محمود نہ تھا تیرا کام بھی محمود تھا۔ تو نے عظمت کو ورثہ میں پایا اور تیری عظمت تیرے بیٹے کو بھی ورثہ میں ملی خدا کرے کہ جس طرح تیری زندگی کامیاب و کامران گزری جس طرح تیرے ہاتھ سے دنیا کے کونے کونے میں (دین حق) کا پیغام پہنچا تیرے نورِ نظر کے ہاتھوں بھی.......... وہ فتوحات جلد از جلد ظہور پذیر ہوں جن کی خبر خود تو نے دی تھی۔

تیری یاد ایسی نہیں جسے وقت مندمل کر سکے ہاں خدا کے فضل اور اس کی محبت کی آغوش میں انسان اپنے دکھوں کو بھول کر پناہ لیتا ہے۔ انسان کمزور ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اسے سہارا نہ دیتا رہے تو نہ معلوم کس تاریکی میں گر جائے۔ اس لئے دعا ہے کہ:۔

”اے پیارے محمود کی روح! اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کے مقام کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ یہ جدائی کا عرصہ نہ معلوم کتنا ہے لیکن جتنا عرصہ بھی اس دنیا میں رہنا ہے اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری۔ اس کی رضا کی راہوں پر چلنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت۔ نظام خلافت سے کامل وابستگی اور اشاعت (دین) کے لئے قربانیاں دینے میں وقت گزرے۔ جب اپنے مولیٰ کی طرف سے بلاوا آئے اور اُس دنیا میں آپ سے ملنا ہو تو آپ بھی خوش ہوں کہ ہماری زندگیاں عین اس تعلیم کے مطابق گذریں جو آپ ہمیں دیا کرتے تھے اور ہم بھی مطمئن ہوں کہ سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو سکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر ہم سب کو ڈھانپ لے۔ آمین.....“

سیدنا حضرت المصلح الموعود...... کی ایمان افروز یادیں

از: مکرم مولانا چوہدری محمد صدیق صاحب سابق لائبیریرین خلافت لائبریری

محترم مولانا چوہدری محمد صدیق صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ خادم ہیں۔ آپ نے ساٹھ سال تک مختلف حیثیت سے خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ محترم چوہدری صاحب نے جس طرح تعلیمی دور کا آغاز کیا اور ایک علمی مقام حاصل کیا اس کا تذکرہ کسی دوسرے موقعہ پر ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔ سر دست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... کے بارہ میں موصوف کی بعض ایمان افروز یادیں پیش کی جارہی ہیں۔ (ایڈیٹر)

انسانی زندگی میں شروع سے آخر تک ہر مرحلہ پر نشیب فراز کا سلسلہ جاری رہتا ہے بسا اوقات بعض معمولی باتیں بھی سبق آموز ہوتی ہیں۔ خاکسار کی زندگی میں بھی بہت سی ایسی باتیں ظہور پذیر ہوئیں جو کسی نہ کسی رنگ میں اپنے اندر سبق رکھتی ہیں۔

○ حضرت المصلح الموعود...... نے واقفین زندگی کو جمع فرمایا اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو بھی شامل فرمایا اور ہم سب سے عہد لیا کہ "کبھی جھوٹ نہ بولیں گے اور ہمیشہ سچ بات کہیں گے"، گویا سب سے پہلا عہد قول سدید کا تھا بحمداللہ وبتوفیقہٖ اب تک اس عہد کو نبھانے کی توفیق مل رہی ہے۔

○ قادیان دارالامان میں معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم خلیل احمد صاحب ناصر قادیان سے باہر تھے آپ کی غیر حاضری میں خاکسار قائمقام تھا سالانہ اجتماع حضرت نواب محمد علی خان...... کی کوٹھی دارالسلام سے ملحق جانب شمال موضع احمد آباد کے میدان میں ہو رہا تھا۔ کھیلوں کے مقابلہ میں کبڈی کا فائنل ہو رہا تھا حضرت المصلح الموعود...... بنفس نفیس تشریف فرما تھے دوران کھیل ایک اچھے کھلاڑی کے کھیل پر عام رواج کے مطابق خدام اور حاضرین نے داد دینے کی خاطر تالی بجادی۔ حضور انور تالی سنتے ہی ناراض ہو کر فوراً واپس تشریف لے گئے۔ بعد میں سلسلہ کے بزرگان حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ...... وغیرہ کی سفارش پر حضور نے ازراہ شفقت معافی دے دی اور آئندہ کے لئے تالی بجانا ممنوع قرار پایا اور ایسے مواقع پر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حبّذا۔ اللہ اکبر کہنے کا عمل جاری ہوا۔

○ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... کو سلسلہ کے نوجوانوں کی تربیت کا خاص خیال رہتا تھا اس سلسلہ میں بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خاص خیال رکھتے تھے چنانچہ ایک دفعہ شروع شروع میں حضور نے تمام واقفین کو ملاقات کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بلوایا۔ واقفین پہنچ گئے۔ مکرم میاں عبدالحیٔ (مرحوم) نے سادگی میں کرتہ کی آستین اوپر اٹھائی ہوئی تھی۔ موسم بھی گرمی کا تھا حضور کی نظر جونہی ان پر پڑی تو انہیں مجلس سے اٹھا دیا ہم سب حیران تھے کہ کیا ماجرا ہوا۔ بعد میں پتہ چلا تو ہم سب پہلے سے

بھی زیادہ محتاط ہو گئے گویا کہ چھوٹی چھوٹی خامیاں بھی حضور قوم کے نوجوانوں خصوصاً واقفین زندگی میں پسند نہ فرماتے تھے۔

○ تقسیم ملک سے چند ماہ قبل حضور نے تقسیم ملک کے سلسلہ میں پیش آنے والے امور کے سلسلہ میں نہایت دور اندیشی سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ اور گورداسپور میں مسلمانوں کی تعداد معلوم کرنے کے لئے واقفین کے ایک گروپ کو متعین فرمایا جسے مردم شماری کے سلسلہ میں خاص ہدایات دیں۔ تحصیل پٹھانکوٹ میں میرے ساتھ میاں عبدالحئی (مرحوم) بھی تھے برسات کا موسم تھا ندی نالوں میں پانی تھا۔ ایک طغیانی ندی کو عبور کرتے ہوئے گہرے پانی کی وجہ سے میرا پاؤں اکھڑ گیا۔ مجھے زیادہ تیرنا نہ آتا تھا۔ کافی دور تک پانی مجھے بہا کر لے گیا۔ میاں عبدالحئی صاحب نے جو کہ تیراک تھے چھلانگ لگا کر میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح وہ ندی عبور ہوئی۔ اپنی کارروائی کی رپورٹ میں اس واقعہ کا بھی ذکر تھا اس پر حضور نے فوراً ارشاد فرمایا کہ تمام واقفین کو تیرنا سکھایا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں ''البیت'' نور قادیان کے دامن میں تیراکی کے لئے جو ٹینک تعمیر تھا وہاں تیرنے کی مشق کروائی گئی۔ الغرض حضور قوم کے نوجوانوں خصوصاً واقفین زندگی کو ہر فن مولیٰ بنانا چاہتے تھے۔ جہاں تعلیم کے لئے اعلیٰ معیار مقرر فرمایا وہاں جسمانی صحت کا بھی خاص معیار مدنظر رکھا تاکہ بوقت ضرورت یا ناگہانی آفت میں ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔

○ دارالواقفین قادیان میں مختلف فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں انتخاب منعقد کروایا گیا ایک صاحب نے کسی خاص امیدوار کے حق میں رائے دینے کا پروپیگنڈا کیا حضور کو علم ہو گیا۔ حضرت المصلح الموعود .... نے پراپیگنڈا کے اس فعل کو ناپسند فرمایا اور اصلاح کی خاطر امرتسر تک پا پیادہ سفر کرنے اور راستہ میں کسی سے کھانا وغیرہ لینے کی ممانعت کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ موصوف نے بطیب خاطر اس ذریعہ اصلاح کی تعمیل کی۔ دوسری طرف دیگر واقفین کو بھی سبق سکھا دیا۔

○ حضور انور واقفین کو اپنے بچاؤ کے ہر ممکن طریق میں مہارت تامہ پیدا کروانا چاہتے تھے نہ صرف علمی میدان میں ہی بلکہ صحت جسمانی کے سلسلہ میں بھی حضور نے محترم چوہدری خلیل احمد ناصر بی اے کو جو حیدر آباد دکن کچھ عرصہ کے لئے گئے تھے۔ بنوٹ (تلوار چلانا) میں مہارت حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مگر چوہدری صاحب واپس آئے تو حضور نے ان کو واقفین کو یہ کرتب سکھانے کے لئے مقرر فرمایا جب کورس مکمل ہو گیا تو حضور نے قصر خلافت کے صحن میں ہم سب کو امتحان کی خاطر جمع کر دیا اور پہلے تو فرداً فرداً کارروائی ملاحظہ فرمائی پھر امتحان کی خاطر مکرم مولوی عبدالکریم صاحب فاضل جو نیشنل لیگ کور میں اپنے محلہ کے دستہ کے افسر تھے اور لاٹھی فائٹنگ میں ماہر تھے اور اس وقت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں خدمات بجا لا رہے تھے ان کو مقابلہ کے لئے فرمایا اور واقفین میں سے خاکسار کو یہ فرماتے ہوئے کہ تم ہوشیار معلوم ہوتے ہو مقابلہ کے لئے آؤ اور مولوی عبدالکریم صاحب کو لاٹھی سے حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ انہوں نے لاٹھی کا بھرپور حملہ کیا جسے خاکسار نے آسانی سے روک لیا جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اس طرح ہمارا بنوٹ کا امتحان اختتام پذیر ہوا۔

○ حضرت المصلح الموعود............ کبھی کبھی تفریح کے طور پر قادیان سے جانب مشرق کچھ فاصلہ پر موضع پھیرو چیچی تشریف لے جاتے۔ محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کو بھی حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوتا۔ ایک مرتبہ مرغابی کے شکار کے لئے حضور کشتی میں گئے خاکسار اور بعض اور نوجوان دریا کے کنارے پر ساتھ ساتھ چل رہے تھے ایک موقع پر محترم ڈاکٹر صاحب نے مگھ یا مرغابیوں کے غول پر گن کی رینج (RANGE) میں آنے پر فائر کیا لیکن کارتوس نہیں چلا اس پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کارتوس نہ چلا اس لئے شکار جاتا رہا۔ اس پر حضور نے از راہ تفنن فرمایا: ''وہ چلا ہی نہیں ہم اڑے ہی نہیں'' گویا حضور نے لطیفہ کے طور پر یہ فقرہ چست فرمایا۔

○ تحریک جدید کے ماتحت حضرت المصلح الموعود............ نے ۱۹۳۵ء میں چار مراکز قائم فرمائے جن میں سے ایک مکیریان ضلع ہوشیار پور اور دوسرا ویرووال ضلع امرتسر ہی تھا۔ مکیریان کا مرکز ہمارے نانا جان حضرت مولوی محمد وزیر الدین یکے از ۳۱۳ رفقاء کے ذاتی مکان میں تھا جو کہ ان کے فرزند ارجمند مولوی محمد عزیز الدین نے وصیت میں دے دیا تھا۔ خاکسار نے ۱۹۳۵ء میں مولوی فاضل کے امتحان کے بعد............ ایک ماہ کا عرصہ وقف کیا ہوا تھا چنانچہ مجھے مکیریان کے مرکز میں بھجوایا گیا جہاں اس وقت حضرت ڈاکٹر کیپٹن سید محمد حسین صاحب............ امیر تھے ان کی طرف سے مرکز سے سات آٹھ میل مشرق میں واقع موضع بھیوال چھنیاں میں میرا تقرر ہوا۔ چھنیاں سے ملحق ایک گاؤں میں تعلیم یافتہ شخص تھے جن کو ہستی باری تعالیٰ میں کچھ شبہات تھے موضع چھنیاں کے احباب مجھے ان کے پاس لے گئے میں نے ان کے شبہات کا قرآن مجید سے ہی معقول طور پر جواب پیش کیا تو وہ سکوت اختیار کر گئے اور کہنے لگے:۔'' آپ کے مولوی کسی نہ کسی طرح دلیل بنا ہی لیتے ہیں''

مضمون نگار حضرات اور احباب سے ضروری گذارشات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل علم انصار حضرات اپنے علم، مطالعہ اور مشاہدات و تجربات میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور دیگر احباب کے لئے اپنی تحقیقی و علمی اور سیرت و تاریخ کی نگارشات پیش کرتے ہیں مضمون نگار حضرات اور قارئین سے درج ذیل گذارشات ہیں۔

○ رسالہ انصار اللہ کے محدود صفحات کے پیش نظر اپنے مضامین مختصر مگر جامع اور علمی، تحقیقی تربیتی موضوعات پر بھجوائیں۔ ○ مضامین و مقالات میں امدادی کتب کے حوالہ جات مکمل دیں بغیر حوالہ جات کے مضمون شائع نہ ہو سکے گا۔ ○ اصل مضمون ماہنامہ کو بھجوائیں۔ فوٹو سٹیٹ شائع نہ ہوگا۔ ○ مضامین فل سکیپ کاغذ کے ایک طرف (بائیں طرف) حاشیہ چھوڑ کر خوشخط تحریر کریں ورنہ اشاعت میں تاخیر ہوگی۔ ○ ادارہ قارئین کے تنقید و تبصرہ اور تجاویز و آراء کو خوش دلی سے قبول کرتا ہے۔ بہتر معیار کے لئے اپنی تجاویز سے مطلع کریں۔

امید ہے کہ مضمون نگار حضرات اور قارئین کرام مجلس ادارت کی ان گذارشات پر توجہ دیتے ہوئے تعاون فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

نشانِ رحمت

میرا حبیب تھا مری آنکھوں کا نور تھا محسن تھا قدر دان تھا دل کا سرُور تھا

آغوش والدین بھی مجھ کو نہ دے سکی ایسا سکون جیسا کہ تیرے حضُور تھا

رحمت کا تو نشان تھا قربت کا تو سبب جو تجھ سے دُور تھا وہ خدا سے بھی دُور تھا

ہر لحظہ تو مظفر و منصور ہی رہا میدانِ کارزار میں تیرا ظہور تھا

کرتے تھے تیری دید سے تاریکیوں کو دُور مضطر دلوں کے واسطے اک تو ہی طُور تھا

رہتی تھی ہم پہ تیری نظر عُسر و یُسر میں ہر اک نظر میں لُطف شرابِ طہور تھا

کوہِ وقار تھا مگر دل کا حلیم تھا تو اک نشانِ رحمت ربّ غفور تھا

تھا اوجِ اضطرار نومبر کی آٹھ کو
شبّیرؔ کوئے یار میں یومِ نشوُر تھا

چوہدری شبّیر احمد

جوامع الکلم

اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے

از: مکرم شبیر احمد ثاقب استاذ الجامعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت جامع حدیث جسے حضرت امام بخاریؒ نے بڑی اہمیت دی ہے اور اسے اپنی جامع مسند کے ابتداء میں رکھا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بڑھ کر پُر حکمت اور پُر معانی اور کوئی حدیث نہیں (فتح الباری)

بعض نے کہا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ بعض نے کہا یہ جملہ در حقیقت بطور اس اصل کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو اعمال کی جواب دہ ہستی بنا دیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔

(١) ایک مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہی انجام پاتے ہیں۔ کام کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے محض خیال یا آرزو یا میلان طبع یا محض رغبت کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ گویا نیت جس کا ماخذ "نواۃ" یعنی گھٹلی ہے اعمال کے لئے اس بیج کی حیثیت رکھتی ہے جس میں زندگی کی ساری قوتیں جمع ہوتی ہیں اور جس سے کونپلیں پھوٹتی ہیں اور اعمال کا درخت پھولتا اور پھلتا ہے۔

(٢) اس حدیث کا ایک مفہوم یہ ہے کہ انسانی اعمال کے پیچھے ضرور ہے کہ نیتیں در پردہ کام کر رہی ہوں یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان کام تو کر رہا ہو مگر اس کے پیچھے کوئی نیت نہ ہو۔ اگر کوئی نیت نہیں تو وہ فعل محض ایک طبعی حرکت ہوگی جس کو کوئی عملی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی اس طرح اِنَّمَا کا لفظ حصر کے لئے ہوگا جسے اردو میں ہم ہی کے لفظ ادا کرتے ہیں۔

(٣) اس حدیث کا ایک چوتھا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نتائج کے اعتبار سے اعمال کی اہمیت نیتوں پر موقوف ہے جس قدر قوت اور سنجیدگی نیت میں ہوگی اسی قدر قوت اور سنجیدگی سے عمل بھی صادر ہوگا۔ نیت میں جس قدر پختگی یقین، وسعت اور بلندی ہوگی ٹھیک اسی تناسب سے اعمال کا ظہور اور نتیجہ نکلے گا۔ جیسی جیسی نیت ہوگی ویسے ہی اعمال مختلف شکلیں اختیار کرتے جائیں گے اور در حقیقت یہی ایک سربستہ راز ہے انسان کی ترقی کا اور اس کی ساری عملی زینت اور حسن کارکردگی کا۔

(٤) ایک معنے یہ بھی ہیں کہ اعمال کی صحت تو نیتوں کی صحت کے ساتھ ہے۔ نہ بُرا عمل اچھی نیت سے اچھا بن جاتا ہے جیسے صدقہ اور غرباء کی خدمت کی نیت سے چوری کرنا ڈاکے ڈالنا اور نہ بری نیت سے کوئی عمل جو بظاہر نیک ہو نیک ہوتا جیسے ریا کی نماز۔

(شرح بخاری از سید زین العابدین ولی اللہ شاہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال نیت پر ہی

منحصر ہیں صحت نیت کے ساتھ کوئی جرم بھی جرم نہیں رہتا...... ہر ایک کام میں نیت پر بڑا انحصار ہے اسلام میں یہ مسئلہ بہت سے امور کو حل کر دیتا ہے پس اگر نیک نیتی کے ساتھ محض خدا کے لئے کوئی کام کیا جاوے اور دنیا داروں کی نظر میں وہ کچھ بھی ہو تو اس کی پروا نہیں کرنی چاہیئے اصل مدعا نیت پر ہے۔ نیت اگر خراب ہو اور فاسد ہو تو ایک جائز اور حلال فعل کو بھی حرام بنا دیتی ہے ایک قصہ مشہور ہے ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کئے بعض آدمیوں نے کہا کہ اس قدر اسراف نہیں کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ جو چراغ میں نے ریا کاری سے روشن کیا ہے اسے بجھا دو کوشش کی گئی ایک بھی نہ بجھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اس کو کرتے ہیں ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے نکلا جو اکڑ اکڑ کر چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معیوب ہے مگر اس وقت محبوب ہے کیونکہ اس وقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہوتا ہے پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملیں گی جن سے آخر کار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ بالکل صحیح ہے اسی طرح پر میں ہمیشہ فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اس پر ایمان پیدا ہو ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۸۶ تا صفحہ ۳۹۰)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نیت کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بسا اوقات نیت میں فتور نہ ہونے کے نتیجے میں بھی چیز خراب ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خراب چیز کی میں بحث چھیڑتا ہی نہیں تمہاری نیت پاک ہو تو ہر چیز کو قبول کر لوں گا نیت ہی ہے جو فرق ڈالتی ہے اس لئے نیتوں کو پاک صاف رکھنا اور اگر نیتیں پاک ہوں تو پھر ہر کوشش جو نیت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے وہ پیاری لگتی ہے وہ بچی ہوئی چیز خواہ دنیا کے ذوق سے کتنی ہی گری ہوئی ہو مگر اگر نیت میں محبت ہے اور خوشی کرنا ہے تو ہر حال میں وہ اچھی لگے گی پس خدا تعالیٰ نے یہ حکمت ہمیں سکھائی کہ میری راہ میں قربانی پیش کرتے ہوئے اپنی نیتوں کو کھنگال لو ان کو صاف ستھرا رکھو اور پاکیزہ کی نیت باندھو پھر دیکھو میں تم سے کیا سلوک کرتا ہوں اور ایسا اغناء کا سلوک کروں گا جس سے تم حمد کے ترانے گاؤ گے اور پہلے سے بڑھ کر مجھے حمید سمجھو گے۔''

(خطبہ جمعہ ۹ جون ۱۹۹۵ء الفضل انٹرنیشنل ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء)

نصاب امتحان سہ ماہی اول ۲۰۰۱ء مجلس انصاراللہ پاکستان

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۲ نصف دوم　　۲۔ کتاب ''تجلیات الٰہیہ'' از حضرت مسیح موعودؑ

۳۔ کتاب ''معیار صداقت'' از حضرت مصلح موعود　　(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

بہائی رسالہ نفحات کے مذکورہ مغالطوں کی حقیقت

فرضی قصیدہ کے پیش نظر مضمون نگار کے اعتراضات!

(قسط ۹)

تحریر: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

ماہنامہ نفحات میں بہائی مضمون نگار نے قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کے حوالہ سے حضرت بانیؑ جماعت احمدیہ کے خلاف جو مضمون لکھا۔ اس کے آخری حصہ میں موصوف نے سات مغالطے درج کئے ہیں۔ جن میں سے تین مغالطوں کے بارے میں سابقہ قسط میں تجزیہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ مغالطے بہائی مضمون نگار کے ذہنی سرمایہ کے سوا کچھ نہیں اور ''مغالطوں'' کے نام پر خود بہائی مضمون نگار نے اپنے قارئین کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ذیل میں بقیہ چار مغالطوں کی حقیقت اور اصلیت سامنے آنے سے قارئین بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ بہائی لٹریچر دراصل مغالطہ دہی کے سوا کوئی صداقت اور معقولیت کا شائبہ تک نہیں رکھتا۔

مغالطہ نمبر ۴:۔ بہائی مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

''مرزا صاحب نے رسالہ میں ''نائب مہدی'' والا شعر ہی حذف کر دیا ہے۔ جب کہ اصل قصیدہ میں چار شعر اس تسلسل سے آئے ہیں:

''نائب مہدی آشکار شود بلکہ من آشکار مے بینم
پادشاہی تمام دانائی سروری باوقار مے بینم
بندگان جناب حضرتِ اُو سر بسر تاجدار مے بینم
تا چہل سال ای برادرِ من دورِ آں شہسوار مے بینم''

(ای جی براؤن صفحہ ۴۶۷)

جواب: ۱: بہائی مضمون نگار یہاں قارئین کو خود مغالطہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ ''نائب مہدی'' والا شعر حذف کرنے کا سوال تب اٹھایا جا سکتا تھا۔ جب کہ حضرت مرزا صاحب نے ای جی براؤن والے قصیدہ کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت شاہ اسماعیل شہید کا شائع کردہ قصیدہ اپنی کتاب ''نشانِ آسمانی'' میں درج فرمایا ہے۔ اور اس قصیدہ میں ''نائب مہدی'' والا شعر موجود ہی نہیں اس لئے مغالطہ تو خود بہائی مضمون نگار دے رہے ہیں۔ لیکن الزام حضرت مرزا صاحب کی ذات پر لگاتے ہیں۔

ب: ''نائب مہدی'' والے شعر کی آڑ میں بہائی مضمون نگار مزید مغالطہ یہ دے رہے ہیں کہ علی محمد باب کو مہدی بنا کر بہاء اللہ کو باب کا نائب اور مطیع ظاہر کر رہے ہیں۔ جب کہ بہاء اللہ اپنی تمام تر تحریرات اور عملی زندگی میں باب کے نائب اور مطیع نہ تھے بلکہ باب کے لائے ہوئے دین و شریعت کو منسوخ کرنے والے تھے۔ ایسا آدمی ''نائب'' کیسے ہوگا۔

ج: مغالطہ نمبر ۴ کی ذیل میں بہائی مضمون نگار نے اپنی تائید میں احمدی اخبار ''الحکم'' کی گواہی کا ذکر کر کے قارئین کو صریحاً مغالطہ دینے کی سعی کی ہے۔ اس بارہ میں پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے۔ کہ جس عبارت کو ''الحکم'' کی گواہی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ وہ دراصل ایک ایسے شخص کے سوال کی عبارت ہے۔ جس نے اپنا نام بھی اخبار میں ظاہر نہیں کیا۔ پس سوال پر مشتمل عبارت اخبار کی اپنی شہادت کس طرح قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ صریحاً مغالطہ دہی ہے۔ جو بہائی مضمون نگار نے کی ہے۔

د: بہائی مضمون نگار نے جو مندرجہ بالا چار شعر درج کئے ہیں۔ ان میں بہائی مضمون نگار کی کھلم کھلی مغالطہ دہی بلکہ بددیانتی کا قدرت نے پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ بھی بہائی مضمون نگار کے خود اپنے ہاتھوں سے۔ چنانچہ بہائی مضمون نگار نے مندرجہ بالا چار شعروں میں آخری شعر حسب ذیل لکھا ہے۔

تا چہل سال اے برادرِ من دورِ آں شہسوار مے بینم

حاشیہ میں اس کا حوالہ مضمون نگار نے لکھا ہے (ای جی براؤن صفحہ ۴۶۷)

○ مضمون کی ابتداء سے اختتام تک بہائی مضمون نگار نے بہاء اللہ کی شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور اس کے لئے ''شہریار'' کا لفظ بالارادہ ہی براؤن والے قصیدہ میں جعلسازی سے شامل کیا گیا ہے۔ اور ''شہریار'' کے حوالہ سے پھر بہاء اللہ کے اوصاف گنوائے ہیں۔ بلکہ سارا مضمون ''شہریار'' کے گرد گھوم رہا ہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ ''شہریار'' کا لفظ قصیدہ میں تو موجود نہیں۔ قصیدہ نعمت ولی دہلوی اور قصیدہ نعمت اللہ ولی کرمانوی دونوں قصیدوں میں ''شہریار'' کا لفظ موجود نہیں۔ چنانچہ ای جی براؤن (صفحہ ۴۶۷) کے حوالہ سے اوپر درج کردہ شعر خود بہائی مضمون نگار نے ہی اپنے مضمون میں درج کر رکھا ہے۔ جس میں ''شہسوار'' کا لفظ درج ہے۔ پھر شہسوار کی جگہ شہریار کہاں سے آ گیا؟

○ بہائی مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اولاً ای جی براؤن کے حوالہ سے قصیدہ پورا صفحہ ۱۳۔۱۴ پر درج کیا ہے اور اس میں عمداً تبدیلی کر کے ''شہسوار'' کی جگہ ''شہریار'' لکھا ہے۔ پھر اس کے دو تین صفحات کے بعد صفحہ ۱۷ پر قصیدہ میں سے تین شعر الگ سے درج کئے ہیں۔ اور ان میں بھی یہ شعر بعد تبدیلی شہسوار کی جگہ شہریار لکھا ہے۔ لیکن جب مغالطہ نمبر ۴ کا مضمون لکھا۔ تو قدرت ایزدی نے مضمون نگار کے ذہن پر ایسا تصرف کیا کہ شعر مذکورہ اصل روپ میں یعنی شہریار کی جگہ شہسوار لکھا گیا (صفحہ ۲۳) اور یہ قدرت کا انتقام ہے۔ کہ جو شخص بدنیتی کے ساتھ مغالطے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ قدرت نے اس کے مغالطہ کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور شہریار کی بجائے قصیدہ کا اصل لفظ شہسوار خود اس کے اپنے قلم سے لکھا گیا۔ اب بہائی مضمون نگار کو فکر کرنی چاہیئے کہ قصیدہ میں بہاء اللہ

کی تائید میں جو عمارت انہوں نے ''شہریار'' کی بنیاد پر اٹھانے کے لئے قلابے ملائے ہیں۔ اصل اور صحیح قصیدہ میں ''شہریار'' لفظ ہی موجود نہیں۔ لہٰذا وہ عمارت تو زمین بوس ہوگئی ہے اب چاہیئے کہ بہائی احباب قدرت ایزدی کی اس شہادت سے سبق سیکھیں۔

○ بالکل ایسا ہی ایک مغالطہ بہائی مضمون نگار کا پہلے سابقہ قسطوں میں بھی سامنے لایا گیا تھا۔ جہاں علی محمد باب کی مہدویت کے ثبوت میں موصوف نے یہ شعر درج کر کے باب کے حق میں استدلال کیا وہ شعر یہ تھا

عاصیاں از امام معصوم خجل و شرمسار مے بینم

یہ شعر ای جی براؤن والے قصیدہ میں موجود ہی نہیں۔ جس پہ مہدویت کی بنیاد رکھ رہے ہیں بلکہ دراصل یہ شعر حضرت نعمت اللہ ولی دہلوی والے قصیدہ میں ہے جس کو اہل بہائیت تسلیم ہی نہیں کرتے۔

○ یہاں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ بہائی مضمون نگار کو ''شہسوار'' کی جگہ ''شہریار'' کی تبدیلی کے لئے کیا مجبوری درپیش تھی تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعمت اللہ ولی دہلوی کا جو قصیدہ اپنی تائید میں پیش فرمایا ہے۔ اس کے دو شعروں میں شہسوار کا لفظ استعمال ہوا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار مے بینم

تا چہل سال اے برادرِ من دور آں شہسوار مے بینم

○ پہلے شعر میں حضرت نعمت اللہ ولی جس شہسوار کو کشفاً دیکھتے ہیں۔ وہ ایک ہی وجود ہے جو مہدی بھی ہے مسیح بھی ہے اور جیسا کہ سابقہ اقساط میں اس پر تفصیلاً لکھا جاچکا ہے کہ حدیث صحیح یعنی لا المھدی الا عیسیٰ (ابن ماجہ) کے مطابق مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود کے دو پہلو اور دو حیثیتیں ہیں اور حضرت نعمت اللہ ولی بھی ان کو ایک ہی وجود میں شہسوار دیکھتے ہیں دونوں میں ہرگز کوئی فرق نہیں بیان کرتے اور دوسرے شعر نے تو ساری حقیقت کھول دی کہ وہ شہسوار ایک ہی وجود ہے اور اس کا عرصہ یا دور چالیس سال پر محیط ہے پس دوسرا شعر پہلے شعر کی واضح اور دوٹوک رنگ میں تصدیق اور تعیین کرنے میں فیصلہ کن ٹھہرتا ہے دونوں جگہ شہسوار سے مراد ایک ہی وجود ہے لیکن بہائی مضمون نگار نے ای جی براؤن والے قصیدہ میں پہلے شعر کو بغیر ردو بدل کے پیش کیا ہے اور مہدی سے مراد باب اور مسیح سے مراد بہاء اللہ بیان کیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ وہ دونوں ایک ہی وقت میں اکٹھے کیونکر شہسوار متصور ہو سکتے ہیں۔ جب کہ خود مضمون نگار کی اپنی تحریر کے مطابق ان دونوں کے دعاوی کے درمیان پچیس تیس سال کا لمبا وقفہ ہے لیکن جب مضمون نگار کو دوسرے شعر سے واسطہ پڑا تو وہ چونکہ دوٹوک الفاظ میں شہسواروں کی بجائے ایک ہی شہسوار ظاہر کرتا ہے تو مضمون نگار اس کی کوئی انہونی تاویل بھی نہیں کرسکا۔ اس لئے عافیت اسی میں سمجھی کہ دوسرے شعر کے الفاظ ہی تبدیل کر دیئے جائیں۔ پس شہسوار کی بجائے ''شہریار'' کا سہارا لے لیا اور ای جی براؤن والے پورے قصیدہ کو درج کرتے ہوئے شہسوار کی جگہ شہریار لکھا پھر دو تین صفحات کے بعد دوبارہ ''دور آں شہر یار مے بینم'' لکھا۔ لیکن جب مغالطہ نمبر ۴ کا مضمون باندھا۔ تو یہاں پہنچ کر ''دورِ آں شہر یار مے بینم'' کی بجائے قدرت ایزدی نے اس

کے قلم سے صحیح مصرعہ یعنی ''دور آں شہسوار مے بنیم'' لکھوا دیا۔ پس مغالطہ نمبر ۴ دراصل خود بہائی مضمون نگار کا ''مشتے برکلّۂ خود'' ہے۔

مغالطہ نمبر ۵: اس عنوان کے تحت بہائی مضمون نگار نے قصیدہ کے بعض مصرعے درج کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ قصیدہ کے بعض الفاظ اور مصرعے تبدیل کر دیئے گئے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ بقول مضمون نگار یہ خاص مصرعہ ''دور آں شہریار مے بنیم'' حضرت مرزا صاحب نے تبدیل کر کے ''دور آں شہسوار مے بنیم'' کر دیا ہے لیکن بیچارا مضمون نگار خود بھی ''دور آں شہسوار مے بینم'' ہی صفحہ ۲۳ پر زیر مغالطہ نمبر ۴ لکھ بیٹھا ہے نیز مغالطہ نمبر ۵ کے تحت جو مصرعے درج کئے گئے ہیں۔ ان میں حضرت مرزا صاحب کی طرف سے ہرگز کوئی تحریف نہیں کی گئی بلکہ اصل قصیدہ جس کو شاہ اسماعیل شہید نے شائع کیا اسے ہی حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اس پہلو پر سابقہ اقساط میں تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے اس کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

مغالطہ نمبر ۵ کے تحت مزید ایک مصرعہ ''از یمین و یسار مے بینم'' بقول مضمون نگار حضرت مرزا صاحب نے تبدیل کر کے ''درمیان و کنار مے بینم'' لکھ دیا ہے۔ لیکن مضمون نگار کا یہ الزام بھی سراسر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ مصرعہ ''از یمین و یسار مے بینم'' بالکل اسی طرح الگ موجود ہے۔ مضمون نگار نے توجہ سے حضرت مرزا صاحب کی تحریر کا مطالعہ نہیں کیا اور ''درمیان و کنار مے بینم'' بھی الگ شعر کا حصہ ہے۔ اور ان دونوں مصرعوں کو براؤن والے قصیدہ میں باہم آگے پیچھے کر دیا گیا ہے۔

○ مغالطہ نمبر ۵ کے تحت جس قدر تحریف شدہ مواد بہائی مضمون نگار نے درج کیا ہے یہ ان کی اپنی غلط سوچ کا نتیجہ ہے ورنہ جہاں تک اصلیت کا تعلق ہے حضرت مرزا صاحب نے بلا کم و کاست شاہ اسماعیل شہید کی کتاب اربعین فی احوال المھدیین سے نقل کیا ہے اور بہائی مضمون نگار جب اس کو غلط یا تحریف شدہ قرار دیتے ہیں تو ان کے سامنے ای جی براؤن والا فرضی جعلی قصیدہ ہوتا ہے جس پہ خود مضمون کے شروع میں وہ جرح کر کے اس کی سندیت کو بے ثبوت تسلیم کر چکے ہیں اس کے بعد اس قصیدہ کو معیار ٹھہرا کر صحیح قصیدہ کو غلط قرار دینا بہائی عقل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔

مغالطہ نمبر ۶: کے تحت بہائی مضمون نگار لکھتے ہیں کہ

> ''مرزا صاحب نے سب سے بڑا مغالطہ یہ ڈالا کہ شاہ صاحب کے قصیدہ کے شعر میں آنے والے نام ''محمد'' کو ''احمد'' سے تبدیل کر دیا..........''

○ یہ الزام بھی بہائی مضمون نگار کا قطعاً بے بنیاد ہے کہ گویا ''محمد'' کو ''احمد'' سے تبدیل کرنے کا عمل حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ''احمد'' کا لفظ ہی اصل قصیدہ میں ہے اور حضرت شاہ اسماعیل شہید نے ہی اپنی کتاب ''الاربعین فی احوال المھدیین'' میں ''ا-ح-م-د مے خوانم'' لکھا ہے۔ اس لئے بہائی مضمون نگار کا یہ الزام حضرت مرزا صاحب پر عائد کرنا صریحاً جھوٹ ہے۔

○ بہائی مضمون نگار نے بعض احادیث درج کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ آنے والے مہدی کا نام اس لئے ''محمد''

ضروری ہے تاکہ حدیث یواطئی اِسمہ' اِسمیْ کا مصداق ٹھہرے۔ہمیں ان احادیث اور ان کے مضمون سے ہرگز کوئی اختلاف نہیں صرف اتنا بہائی مضمون نگار کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے ان میں اگر ''احمد'' نام کا ذکر نہیں تو ''محمد'' نام کا بھی ہرگز ذکر نہیں۔صرف یہ مذکور ہے کہ اس کا نام میرے نام کے موافق یا مطابق ہوگا اور چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام دونوں ''محمد'' اور ''احمد'' ثابت ہیں اس لئے ان دونوں میں سے کوئی ایک نام حدیث کی منشاء کو پورا کر دیتا ہے۔

○ بہائی مضمون نگار کی قرآن کریم سے ناواقفیت کا یہ عالم ہے کہ بقول اس کے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صرف ''محمد'' مذکور ہے اور ''احمد'' نام کا ذکر بقول مضمون نگار قرآن کریم میں موجود نہیں جب کہ قرآن کریم میں صاف اور کھلے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدْ (سورۃ الصّف آیت ۷) یعنی میں اپنے بعد آنے والے ایک عظیم رسول کی بشارت لے کر آیا ہوں جس کا نام احمد ہوگا اور سارا جگ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ظہور فرما ہونے والے پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرآن کریم میں ہی یہ بشارت اور صداقت ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔

○ بہائی قلمکاروں کی عقل ملاحظہ ہو کہ علی محمد باب کو اولاً حدیث کے مطابق ''محمد'' نام کا مصداق ٹھہراتے ہیں اور دوسری طرف علی محمد باب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کا منسوخ کرنے والا مانتے ہیں لیکن بہائیوں کی ایسی سوچ پہ قدرت کی مار ملاحظہ ہو کہ ایک طرف باب کے مقابل پر بہاء اللہ کو باب کا ''نائب مہدی'' ''مطیع اور پیروکار'' بتاتے ہیں اور دوسری جانب یہ نائب مطیع اور پیروکار باب ہی کی شریعت کو منسوخ کرنے والا بھی ہے۔یہ قدرت کا انتقام نہیں تو اور کیا ہے؟

○ بہائی مضمون نگار نے مغالطہ نمبر۶ کے تحت یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ قصیدہ کے شعر میں ''محمد'' کی جگہ ''احمد'' لانے سے شعر کا وزن بگڑ گیا ہے اس کے جواب میں ایک مکمل مضمون ماہنامہ انصاراللہ کے ایک گذشتہ شمارہ میں مکرم مولانا جمیل الرحمان رفیق صاحب کی طرف سے شائع ہو چکا ہے جس کا ملخّص یہ ہے کہ وزن کے بگڑنے کا بہانہ محض ایک شاخسانہ ہے۔

مغالطہ نمبر۷: بہائی مضمون نگار نے لکھا ہے:

> ''مرزا صاحب کو جہاں قصیدہ کے سمجھنے میں غلطی لگی وہاں آپ حضرت شاہ نعمت ولی کے سوانح سے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے تھے............''

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:-

> ''حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب ''دہلی کے نواح کے'' رہنے والے نہ تھے اور نہ ہی ان کا شمار ہندوستان کے اولیاء میں ہوتا ہے اور نہ ہی ان کا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری ہے۔یہ ساری باتیں نہایت گمراہ کن اور سنی سنائی ہیں............''

○ اس کے بعد بہائی مضمون نگار نے ای۔جی براؤن کے تحریر کردہ سوانح شاہ نعمت اللہ نقل کئے ہیں۔ لیکن وہ بھول گئے ہیں کہ اپنے مضمون کے ابتداء میں وہ خود ہی براؤن کے حوالہ سے ہاتھ لگنے والے قصیدہ کی سند پت پر اعتراضات اٹھا چکے ہیں۔

○ حضرت مرزا صاحب نے نعمت اللہ ولی دہلوی کے جو مختصر حالات اپنی کتاب ''نشان آسمانی'' میں درج فرمائے ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے طور پر نہیں لکھے بلکہ شاہ اسماعیل شہید کی معروف کتاب ''الاربعین فی احوال المھدیین'' سے نقل کئے ہیں۔ ہم بہائی قلمکاروں کی تسلی کے لئے حضرت مرزا صاحب کی تحریر اور الاربعین فی احوال المھدیین کی اصل عبارت نقل کردیتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نعمت اللہ ولی دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیاء کاملین میں سے مشہور ہیں۔
ان کا زمانہ پانسو ساٹھ ہجری ان کے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے............''

حضرت مرزا صاحب کی یہ تعارفی تحریر بابت حضرت نعمت اللہ ولی دہلوی دراصل حضرت شاہ اسماعیل شہید کی فارسی تحریر کا ترجمہ ہے جو انہوں نے اپنی کتاب الاربعین فی احوال المھدیین کے آخر پر لکھی ہے۔ ملاحظہ ہو فارسی اصل عبارت۔

''نعمت اللہ ولی کہ مرد صاحب باطن واز اولیاء کامل در ہندوستان مشہور اند و وطن اوشاں در اطرافِ دہلی ہست۔
زمانہ شاں پانصد و شصت ہجری از دیوان شاں معلوم مے شود............''

پس حقیقت یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت نعمت اللہ ولی دہلوی کے بارے میں جو تعارفی کلمات سپرد قلم فرمائے وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ حضرت شاہ اسماعیل شہید کے فارسی تعارفی نوٹ کا ہی ترجمہ ہے لہٰذا بہائی مضمون نگار کا اس تحریر کے حوالہ سے حضرت مرزا صاحب کی طرف مغالطہ دہی منسوب کرنا بذات خود صریحاً مغالطہ دہی کا ارتکاب ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریر بابت حضرت نعمت اللہ ولی دہلوی کو شاہ نعمت اللہ ولی کرمانوی کی طرف منسوب کرنا بہائی مضمون نگار کی اپنے قارئین کو مغالطہ دینے کی افسوس ناک کوشش ہے۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

○ بہائی مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں یہ وار جاتے جاتے کیا ہے کہ فرشتہ نے حضرت مرزا صاحب کو قصیدہ کی فنی اور تاریخی غلطیوں سے کیوں نہ آگاہ کردیا۔ جواباً واضح ہو کہ:۔

۱: بہائی مضمون نگار نے جو غلطیاں یا مغالطے شمار کئے ہیں ان میں غلطی اور مغالطہ دہی تو خود موصوف کی طرف سے ہے جیسا کہ اوپر پوری طرح واضح کیا جاچکا ہے۔

(باقی صفحہ ۴۱ پر)

اچھے انجام کی خواہش اور اس کے ذرائع

تدبیر دعا، صحبت صالحین

از: مکرم محمد اشرف صاحب کاہلوں فیصل آباد

ہر انسان اپنے لئے انجام بالخیر کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہے۔ خصوصاً ایک دینی اور مذہبی سوچ رکھنے والے کی تو کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ انجام کی فکر کرے۔ قرآن و حدیث میں محاسبہ نفس کی تعلیم اسی مقصد کے لئے ہے۔ چنانچہ درج ذیل ذرائع ہیں جو منزل مراد تک پہنچا سکتے ہیں۔

(ا) تدبیر ان ذرائع میں سے پہلا ذریعہ تدبیر ہے۔ جس کا دوسرا نام مجاہدہ ہے۔ تدبیر کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں میں اچھی سوچ رکھے۔ غلط سوچ اور بدی کے محرکات سے کنارہ کشی کرے۔ ایک اچھی زندگی کے لئے اچھے ماحول سے وابستہ رہنا ضروری ہے اس لئے صادقوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ بری صحبت اعمال پر برے اثرات ڈالتی ہے کیونکہ اس کا اثر ہم جلیس پر پڑتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

تدبیر صرف یہی نہیں کہ ترک شر پر زور لگاوے بلکہ کسب خیر کی جدوجہد کو بھی تیز تر کرے الغرض انسان حق تدبیر ادا کرے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو تدبیر ایک مخفی عبادت ہے۔ اس کو حقیر مت سمجھو۔ اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں۔ وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر خدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۱ جدید ایڈیشن)

تدبیر اپنے اندر ایک شرف و اعزاز رکھتی ہے۔ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہوتا ہے تو تدبیر اختیار کرنے والا اس ردی مقام سے باہر آتا ہے۔ پہلے وہ قابل مذمت تھا اب مقام مدح میں ہے۔ کیونکہ اب وہ نفس لوامہ کی حالت میں ہے۔ یہ قابل قدر اور قابل تعریف تبدیلی ہے پس انجام بالخیر کے حصول کا پہلا زینہ تدبیر ہے۔

۲۔ دعا۔ اچھے انجام کے لئے دوسرا ذریعہ "دعا" ہے۔ یہ اعلیٰ اور مجرب ذریعہ ہے۔ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کا وعدہ الٰہی ہے۔ جو اس ذریعہ کو اختیار نہیں کرتا۔ اس کی روح معرض خطر میں ہے اور یہ قابل غور بات ہے کہ کیا وہ شخص گدازش دل سے دعا کر سکتا ہے جس نے اپنے گناہوں کا بوجھ دوسرے پر ڈال دیا ہو، جس کا عقیدہ و ایمان ہو کہ دوسرے نے اس کے گناہوں کا بار اٹھا لیا ہے۔ ایسا آدمی تو احساس ذمہ داری سے بری ہو گیا۔ اس کے دل میں کیونکر دعا کی تحریک پیدا ہو گی؟ دعا تو ذمہ داری اور جواب دہی والا کرتا ہے جو ان چیزوں سے خود کو بے قید سمجھے وہ کب دست دعا بلند کرے گا۔ پھر دعا کے لئے کونسا امر رہ جاتا ہے کہ اس میں جوش دعا پیدا ہو۔ پھر وہ شخص بھی کیونکر دعا مانگ سکتا ہے یا دعا کا قائل ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو گناہ معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے پر قادر نہیں سمجھتا۔ کیونکہ وہ اپنے عقیدہ کی بنا پر جانتا ہے کہ توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ بھی

سوز و گداز سے کب اپنی تضرعات کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرے گا۔ دعا کیا ہے؟ اس کی ماہیت کو سمجھے بغیر اس ذریعہ سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے۔ اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے۔ اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور خاص قوت اور فضل اور استقامت، بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۳ جدید ایڈیشن)

تاثیرات دعا عجیب تر ہیں۔ اس سے بیمار شفا پاتے ہیں۔ قیدیوں کو رہائی ملتی ہے۔ یہ مشکلات کے حل کی کلید ہے۔ دشمنوں کے ناپاک منصوبوں سے بچاتی ہے۔ روحانی رفعت و بلندی بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ نیکیوں پر استقلال اس کے ذریعہ نصیب ہوتا ہے۔ خدا پر ایمان کا زندہ ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ "اِنِّی قَرِیْب کی زندگی بخش آواز سالک کا گوہر مقصود ہے۔ جو دعا سے ملتا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔" (ایضاً ۲۰۷)

۳ صحبت صالحین

تیسرا ذریعہ خاتمہ بالخیر کے لئے صحبت صالحین ہے اعمال اور خیالات کا اثر مسلم امر ہے۔ قومی خیالات کمزور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چونکہ صالحین مجاہدہ ریاضت سے قوت پاتے ہیں اس لئے قرب الٰہی کا تاج سر پر رکھتے ہیں۔ ان کی پاک باطنی اور روحانی توجہ سعید روحوں میں پاک تبدیلی پیدا کر دیتی ہے الصادقین کون ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے۔ پس ان معنوں کی رو سے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں۔ جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین اور آنکھوں سے دیکھ لیا۔" (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۷)

نیز فرماتے ہیں:۔

"صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نور صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۸)

پس انجام بالخیر کے لئے ان تینوں ہتھیاروں سے مسلح ہونا لازم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے وہ کسی اتفاقی حملہ سے نقصان اٹھاوے۔" (ایضاً ۲۰۸)

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی ماموریت کا بیسواں سال

سال ۱۹۰۱ء کے واقعات اور نشانات پر ایک نظر

رویاء و کشوف اور الہامات الٰہیہ کا ایمان افروز سلسلہ

(۲)

مرتبہ: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب انچارج خلافت لائبریری

ماہ جنوری کے شمارہ میں سال ۱۹۰۱ء کے واقعات اور نشانات کا کسی قدر تذکرہ کیا جاچکا ہے اسی تسلسل میں ۱۰۰ سال پہلے کے ان ایام کا مزید جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۷) تفسیر سورۃ فاتحہ ''اعجاز المسیح'' کے مابعد اثرات: حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے علماء و گدی نشینوں کو تفسیر سورۃ فاتحہ کے مقابلہ کے لئے ستر دن کی مہلت دی تھی جو ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہوگئی مگر کوئی بھی اس علمی مقابلہ میں ''جری اللہ'' کے مقابل پر نہ آیا تاہم آنے والے وقت میں کچھ دور رس اثرات ظاہر ہوئے جو مخالفین کی رسوائی اور ہزیمت اور ''تَنَدُّم'' کی آسمانی خبر کو صادق ثابت کرنے کا موجب ہوئے۔ مختصراً یہ کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے مولوی محمد حسن فیضی (آف ساکن بھیں ضلع جہلم) شاہی مسجد لاہور نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر نوٹس کو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں شائع کیا۔ پھر جب اس ''علمی کارنامہ'' کا راز کھلتے دیکھا تو انہوں نے مولوی محمد حسن صاحب کے والد کو خط لکھا کہ نوٹس والی کتب شہاب الدین کو مت دکھائیں یہ ہمارا مخالف ہے۔ نیز بھیں کے ایک مولوی کرم الدین صاحب سے ایک خط کے ذریعہ اعتراف کیا کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ لے کر انہوں نے سیف چشتیائی مرتب کی ہے(۱)

مولوی کرم الدین صاحب اور میاں شہاب الدین صاحب نے پیر صاحب گولڑوی کا یہ خط بمعہ نوٹس والی دونوں کتب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بھجوادیں۔ جس پر یہ سارے خطوط اخبار الحکم میں شائع کروائے گئے۔(۲)

اسکے بعد کی تفصیل روئیداد مقدمہ ازاں مولوی کرم الدین میں آئے گی یہاں یہ بات واضح رہے کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اس واقعہ کے بعد ۳۵ سال تک زندہ رہے اور ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو فوت ہوئے (۳) مگر وہ اعجاز المسیح کے مقابل تفسیر نہ لکھ پائے۔

(۸) جمع الصلوٰۃ کا نشان: مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی ایک علامت یہ بتائی تھی کہ:

''تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ'' (۴) یعنی مسیح موعودؑ کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔

دینی اغراض و مقاصد اور تصنیف کتب کی مصروفیت کے لئے اکتوبر ۱۹۰۰ء سے فروری ۱۹۰۱ء تک کا ایسا دور آیا جب کہ حضرت مولانا

عبدالکریم صاحب......ظہر وعصر کی نماز جمع کرواتے رہے(۵) یہ علمی جنگ کا دور تھا جس کے لئے یہ نشان الٰہی تقدیروں میں سے تھا۔

(۹) ایک الہام کا پورا ہونا: حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم (حضرت اماں جان)............ کی طبیعت ۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو ناساز ہوگئی تھی تو حضرت اقدسؑ نے ۴ جنوری کو سیر کے وقت ایک کشف اور الہام کے پورا ہونے کا یوں ذکر فرمایا۔

''چند روز ہوئے میں نے اپنے گھر میں کہا کہ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ کوئی عورت آئی ہے اور اس نے آ کر کہا ہے کہ تمہیں (حضرت اماں جان مراد ہیں) کچھ ہوگیا ہے اور پھر الہام ہوا۔ اَصْـحُ زَوْجَتِیْ چنانچہ کل ۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو یہ کشف اور الہام پورا ہو گیا۔ یکا یک بے ہوش ہوگئی اور جس طرح پر مجھے دکھایا گیا تھا اسی طرح ایک عورت نے آ کر بتا دیا۔''(۶)

(۱۰) مخالف علماء کو صلح کی پیشکش: انیسویں صدی کے آخری عشرہ کی ابتداء سے لے کر مخالف علماء حضرت اقدسؑ اور آپ کی جماعت کو امت مسلمہ اور مسلم معاشرہ سے جبراً کاٹ پھینکنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ مگر حضرت اقدسؑ نے امن وسلامتی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر امت کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار دیا جس میں علماء کو صلح کی پیشکش کی(۷) مگر علماء جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے صلح کے نام پر سخت آگ بگولا ہوگئے۔ اور بذریعہ اشتہار مغلّظات اور فتاویٰ کفر سے نوٹس لیا(۸)

(۱۱) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ: حضرت اقدسؑ نے تعریف نبوت کے بارہ میں سب سے پہلا اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار ایک غلطی کے ازالہ کے ذریعہ فرمایا۔ اس اشتہار کا فوری سبب یہ ہوا کہ نومبر ۱۹۰۱ء کے ابتداء میں حضرت اقدسؑ کے ایک مخلص خادم حضرت غلام احمد صاحب واعظ.......... پر امرتسر میں بعض غیر از جماعت دوستوں نے اعتراض کیا کہ جس کی تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا مدعی ہے۔ حضرت شیخ صاحب نے اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا(۹) جب حضرت اقدسؑ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ایک اشتہار کیا جس میں لکھا۔

''خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ...... پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے ''دنیا میں ایک نذیر آیا'' اس کی دوسری قرات یہ ہے کہ ''دنیا میں ایک نبی آیا''

''نبی کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا''

''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

تبلیغ ۱۳۸۰ہش

فروری ۲۰۰۱ء

جلد نمبر--------۴۲

شمارہ نمبر--------۲

اس شمارہ میں

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی (چناب نگر) ربوہ

شرح چندہ

پاکستان: ---------- ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ: ------ سات روپے

رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں۔ مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں............ اور ہر گز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ میں............ خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہو کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (۱۰)

تاہم یہ بات مدنظر رہے کہ حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی وہ شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہا ہے اور آپ سے اللہ تعالیٰ بکثرت ہمکلام ہوتا اور کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اس طرح اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' کی صراحت سے سامنے آنے والا مسلک حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی جماعت احمدیہ کا متفقہ اور اجتماعی عقیدہ قرار پایا۔

(۱۲) فونوگراف کی ایجاد۔ اشاعت حق کا ذریعہ: حضرت اقدسؑ نے دین حق کی اشاعت کے لئے اس زمانہ کے تمام ذرائع سے استفادہ کیا۔ آپ کی زندگی میں ایک ایسی ایجاد بھی سامنے آئی جس سے آواز ریکارڈ ہو سکتی تھی چنانچہ انیسویں صدی کے آخری ربع میں فونوگراف ایجاد ہوا۔ جب ہندوستان میں فونوگراف آیا تو حضرت نواب محمد علی خان صاحب............ نے فونوگراف خریدا اور حضرت اقدسؑ کو اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس کی اطلاع دی (۱۱) حضرت اقدسؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ

''جب وفد نصیبین جائے تو ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس میں بند کر دیں۔ جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں گے وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں اس سے عام تبلیغ ہو جائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں مسیح کے سیاح ہونے کے معنی پورے ہو جائیں گے۔ آج تک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا۔'' (۱۲)

فونوگراف کا تجربہ کرنے کے لئے حضرت اقدسؑ نے نواب محمد علی خان صاحب............ کو لکھا کہ جب وہ قادیان آئیں تو فونوگراف لیتے آئیں۔ چنانچہ وہ فونوگراف لائے اور ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز عصر کے بعد اس کے ریکارڈ سنائے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب............ کی آواز ریکارڈ کی گئی (۱۳) پھر ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے وقت فونوگراف لائے تو حضرت اقدسؑ نے ایک نظم کہی جس کے ابتدائی دو شعر تھے ؎

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے　　ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے

جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے　　کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے

حضرت اقدسؑ کی ہدایت کے تحت مولانا عبدالکریم صاحب............ نے یہ نظم اور اس کے علاوہ

عجب نوریست در جانِ محمدؐ

مشہور نظم اور قرآن مجید کی چند آیات نیز حضور کی ایک فارسی نظم کے چند اشعار منشی نواب خاں صاحب ثاقب آف مالیر کوٹلہ نے پڑھے جو فونوگراف میں محفوظ کر لئے گئے۔" (۱۴)

(۱۳) آمین کی مبارک تقریب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے بچوں کے لئے ختم قرآن شریف کی ایک اچھی ریت چلی چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب' حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ختم قرآن شریف کی پُر مسرت تقریب پر ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو آمین کی تقریب ہوئی (۱۵) جس میں حضورؑ نے بطور شکر یہ ایک پُر تکلف دعوت دی اور مساکین اور یتامیٰ کو کھانا کھلایا (۱۶) ایک دعائیہ نظم بھی حضور نے لکھی۔ اس موقعہ پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ آمین کوئی رسم ہے یا کیا ہے؟ حضور نے اس سوال پر مفصل تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں کہ کوئی راہ ایسی نکلے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا اظہار ہو اور لوگوں کو اس پر ایمان پیدا ہو۔ ایسا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے اور نیکیوں کے قریب کرتا ہے۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر لاانتہاء فضل اور انعام ہیں ان کی تحدیث مجھ پر فرض ہے۔ پس میں جب کوئی کام کرتا ہوں تو میری غرض اور نیت اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتی ہے۔ ایسا ہی اس آمین کی تقریب پر بھی ہوا ہے۔ یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کے ایک نشان ہیں اور ہر ایک ان میں سے خدا کی پیشگوئیوں کا زندہ نمونہ ہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی فرض سمجھتا ہوں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت اور خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت ہیں۔ اس وقت جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ لیا تو مجھے کہا گیا کہ اس تقریب پر چند دعائیہ شعر جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا شکر یہ بھی ہو لکھ دوں۔ میں (جیسا کہ ابھی کہا ہے) اصلاح کی فکر میں رہتا ہوں' میں نے اس تقریب کو بہت ہی مبارک جانا کہ اس طرح پر تبلیغ کر دوں۔ پس یہ میری نیت اور غرض تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو شروع کیا۔ اور جب یہ مصرعہ لکھا۔

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے

تو دوسرا مصرعہ الہام ہوا ؎

اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی میرے اس فعل سے راضی ہوا ہے" (۱۷)

(۱۴) برطانوی سیّاح مسٹر ڈکسن کی قادیان میں آمد: ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک یورپین قادیان وارد ہوئے۔ حضرت اقدسؑ کے ایماء پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ترجمان مقرر ہوئے۔ حضرت اقدسؑ نے ان کے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ ڈی۔ ڈی۔ ڈکسن نامی ایک فرنگی سیاح ہیں جو عرب' کربلا اور کشمیر کی سیاحت کرتے ہوئے یہاں صرف ایک دن کے

قیام کا پروگرام لے کر آئے ہیں اور آئندہ مصر، الجیریا اور سوڈان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے ان سے باصرار کہا کہ جب آپ سیاحت کے لئے گھر سے نکلے ہیں تو قادیان میں بھی ایک ہفتہ کے لئے ٹھہریئے مگر اصرار کے باوجود صرف ایک رات رہنے پر رضا مند ہوئے۔ حضرت اقدسؑ یہ ہدایت دے کر کہ شیخ مسیح اللہ خانساماں ان کے حسب منشاء کھانا تیار کریں اور ان کو گول کمرہ میں ٹھہرایا جائے اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ مولوی محمد علی صاحب اور بعض دوسرے احباب انہیں مدرسہ تعلیم الاسلام دکھانے لے گئے۔ سکول کی لائبریری میں ناٹووچ روسی سیاح کی کتاب ''مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات'' دیکھ کر ڈکسن نے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی جسے پورا کر دیا گیا۔ کتاب لئے وہ گول کمرہ میں آئے جہاں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مناسب رنگ میں انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ مسیح کی قبر کشمیر، عربی امّ الالسنہ اور جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں خصوصاً گفتگو ہوتی رہی۔ عصر کی نماز کے بعد انہوں نے حضرت اقدسؑ کے تین فوٹو لئے۔ دو فوٹو آپ کے خدام کے ساتھ اور ایک فوٹو صرف آپ کا الگ لیا۔ دوسرے دن صبح چونکہ ڈکسن صاحب نے بٹالہ کی طرف واپس جانا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ان کے ساتھ بٹالہ کی طرف ہی سیر کو نکلے اور نہر کے پُل تک تشریف لے گئے اور انہیں الوداع کہا۔ دوران سیر حضورؑ نے ڈکسن صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ایک تقریر فرمائی جس میں اپنے دعویٰ کی غرض و غایت بتائی کہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرے گا۔ فلاسفر آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں۔''

مسٹر ڈکسن حضرت اقدسؑ کے دینی خیالات، آپ کے حسنِ سلوک اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا اور بالخصوص یہ دیکھ کر تو وہ دنگ ہی رہ گیا کہ کس طرح آپ کی شخصیت نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جس میں دنیاوی اعتبار سے کوئی کشش موجود نہیں مشرقی و مغربی علوم کے ماہر جمع کر دیئے ہیں۔ (۱۸)

(۱۵) مقدمہ دیوار کا فیصلہ: ۱۹۰۰ء میں حضرت اقدسؑ کے خاندانی مخالفین نے حضرت اقدسؑ کے مہمانوں کو تکلیف دینے کی غرض سے مشترکہ راستہ میں دیوار تعمیر کر کے روک پیدا کی تھی اس مقدمہ کا ڈیڑھ سال بعد ۱۲ اگست ۱۹۰۱ء کو فیصلہ ہوا۔ اور عدالت نے نہ صرف دیوار کے منہدم کئے جانے کا فیصلہ صادر کیا بلکہ مخالف رشتہ داروں مرزا امام الدین صاحب اور مرزا نظام الدین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری بھی کر دی۔ حضرت اقدسؑ نے خرچہ کی ڈگری معاف کر کے دشمن سے حسنِ سلوک کا نمونہ پیش فرمایا۔ یہ دیوار اگست ۱۹۰۱ء میں بحکمِ عدالت گرادی گئی اور اس طرح حضرت اقدسؑ کی صداقت کا یہ آسمانی نشان پورا ہوا۔ (۱۹)

(۱۶) ۱۹۰۱ء میں بیعت کرنے والے احباب: اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء کو بھی اپنی تائید و نصرت کا نشان ٹھہرایا۔ اس سال

سیالکوٹ، کپورتھلہ، جہلم، گجرات، لاہور، بھاگلپور، ملتان، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، پشاور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، کانگڑہ، لدھیانہ، شملہ، اڑکی، بستی وریام (جھنگ)، سیدوالا، ہریانہ (ہوشیارپور) شکار، بٹالہ (گورداسپور)، بنگلور، مالیرکوٹلہ، نابھہ، سرہند، ہوتی (مردان)، شاہ پور، حسین آباد (مونگھیر)، کولوتارڑ، (حافظ آباد) بستی مندرانی سنگھڑ (تونسہ)، کشمیر، ڈیرہ دون، کٹک (اڑیسہ) بانڈی ڈھونڈاں (ایبٹ آباد) مانسہرہ (ہزارہ) حیدرآباد دکن، انبالہ، امرتسر، علاقہ میسور، جالندھر، یوگنڈا (افریقہ)۔

ان مقامات سے بکثرت سعید فطرت افراد نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف پایا۔ سال ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم میں یہ بیعتیں اسم وار مقامات کے ساتھ شائع ہوتی رہیں۔(۲۰) LIFE OF AHMAD میں ''قادیان ۱۹۰۱ء'' کے تحت جو کوائف دیئے گئے ہیں ان کے مطابق اس سال روزانہ پچاس سے سو احباب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے آتے رہے اور ۱۰۹۸ بیعت کرنے والے احباب کے نام اخبار الحکم میں ریکارڈ ہوئے (۲۱)

حوالہ جات: (۱) تاریخ احمدیت جلد سوم ملخص صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶ (۲) اخبار الحکم ۱۷ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۔۶ (۳) تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۷۷ (۴) فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۵۸ (۵) تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۷۸ (۶) اخبار الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء جلد ۵ صفحہ ۵ (۷) اخبار الحکم ۲۰ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۹ (۸) اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی صفحہ ۷۔۸ و اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۹ (۹) حیات احمد جلد پنجم (حالات ۲۔۱۹۰۱ء) (۱۰) اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' مشمولہ اخبار الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۔۷) (۱۱) اخبار الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱ (۱۳، ۱۴) تاریخ احمدیت جلد سو صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱ (۱۵) اخبار الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۱ء (۱۶) اخبار الحکم ۱۰ اپریل، ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء (۱۷) اخبار الحکم ۲۱، ۳۰ نومبر و ۱۷، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء (خلاصہ) (۱۸، ۱۹) تاریخ احمدیت جلد سوم (۲۰) اخبار الحکم ۱۹۰۱ء (۲۱) LIFE OF AHMED مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد ایم اے۔ سابق امام لندن مطبوعہ ۱۹۴۹ء لاہور صفحہ

(بقیہ از صفحہ ۲۳)

ب: اگر کسی جگہ محض تحریر یا نقل میں کسی حرف یا لفظ کی غیر ارادی کمی بیشی ہو جائے اور پس پردہ کوئی خاص مقصد یا سازشِ فکر و سوچ نہ ہو تو ایسا غلطی کا امکان ہر انسانی کوشش میں ممکن ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس پر تنقید اور اعتراض اٹھانا خود اعتراض کرنے والے کی نادانی ہوتی ہے۔

ج: جہاں تک الہام کے ذریعہ حقائق سے آگاہی کا تعلق ہے اہم امور میں لازماً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا اور اصل حقیقت ظاہر فرما دیتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے اور غیروں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

د: حضرت مرزا صاحب پر الہام کا نازل ہونا یا نازل نہ ہونا خود اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی پر موقوف تھا حضرت مرزا صاحب اس کے لئے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا و التجا کر سکتے تھے۔ لیکن الہام اپنی مرضی سے ''نازل'' نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن بہائی مضمون نگار یہ اعتراض اٹھاتے وقت یہ یقیناً بھول رہے ہیں کہ جس بہاء اللہ کی وہ ہر ناجائز وکالت کر رہے ہیں وہ بہائیوں کے عقیدہ اور ایمان کے مطابق خود ایسے مقام پر تھے کہ وہ شریعت، الواح، وحی و الہام ''نازل فرماتے'' تھے۔ ذرا بہائی مضمون نگار سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ نئی شریعت تو ''نازل'' کرتے رہے۔ لیکن ان کو یہ علم کیوں نہ ہو سکا کہ قصیدہ کو اپنی زندگی میں دریافت کر لیتے اور اس سے اپنی تائید میں مواد استعمال کرتے تاکہ آج بہائی قلمکاروں کو اتنے فریب اور جعلسازیاں نہ کرنی پڑتیں۔ جو باب اور بہاء اللہ کی مہدویت و مسیحیت کیلئے وہ کرنے پر مجبور ہیں۔

O

حسن میں لا جواب لگتا ہے　　بے مثل انتخاب لگتا ہے

رُت جگے عشق و سوز کی محفل　　اک سہانا ساخواب لگتا ہے

روشنی کرب میں سموئی ہوئی　　درد کا آفتاب لگتا ہے

وقت کے تھم گئے قدم ایسے　　صبر زیر عتاب لگتا ہے

کب چھٹے گی غموں کی تاریکی　　روشنی ایک خواب لگتا ہے

میرے مامَن کو لُوٹنے والے　　تیرا خانہ خراب لگتا ہے

اب تو آ جا کہ بن ترے جاناں　　لمحہ لمحہ عذاب لگتا ہے

آؤ سجدوں کی انتہاء کر دیں　　آیا چاہتا جواب لگتا ہے

چل رہی ہے نسیم رحمت کی　　بخشنے میں شتاب لگتا ہے

مرزا محمد افضل

سال ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اشتہارات

ترتیب: از مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۱ء میں بعض نہایت اہم اشتہارات شائع فرمائے۔ جن کا تعلق ۱۹۰۱ء کے حالات وواقعات سے ہے۔ ان اشتہارات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) ایک ضروری تجویز: ''یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور موثر تقریروں سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا...... آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک رسالہ (میگزین) بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لئے نکالا جائے...... اس رسالہ کی اشاعت کے لئے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم ونسق کس کے ہاتھ میں ہو اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو...... اس لئے قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس دوستوں کی منعقد کر کے اس کے متعلق بحث کی جائے اور جو طریق بہتر اور اولیٰ معلوم ہو وہی اختیار کیا جائے...... لہٰذا میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس جلسہ کے لئے بڑی عید کا دن قرار پاوے......'' (۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء)

(۲) خدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا: ''ہزار ار ہزار شکر اس قادر یکتا کا ہے۔ جس نے اس عظیم الشان میدان میں مجھ کو فتح بخشی اور باوجود اس کے کہ ان ستر دنوں میں کئی قسم کے موانع پیش آئے چند دفعہ میں سخت مریض ہوا بعض عزیز بیمار رہے مگر پھر بھی یہ تفسیر اپنے کمال کو پہنچ گئی جو شخص اس بات کو سوچے گا کہ یہ وہ تفسیر ہے جو ہزاروں مخالفوں کو اسی امر کے لئے دعوت کر کے بالمقابل لکھی گئی ہے وہ ضرور اس کو ایک بڑا معجزہ یقین کرے گا...... لیکن اب ان کے پاس کیا جواب ہے کہ ہم نے اس بالمقابل تفسیر نویسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا کر مخالف علماء کو دعوت دی تھی اور ستر دن کی میعاد تھی جو کچھ کم نہ تھی اور میں اکیلا اور وہ ہزار ہا عربی دان اور عالم فاضل کہلانے والے تھے تب بھی وہ تفسیر لکھنے سے نامراد رہے...... وہ لوگ باوجود ہزاروں ہونے کے ایک جز بھی نہ لکھ سکے اور مجھ سے خدائے کریم نے بجائے چار جز کے ساڑھے بارہ جز لکھوا دئے...... اس موقعہ پر ایک پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پوری ہوئی...... اور وہ یہ ہے کہ اس ستر دن کے عرصہ میں کچھ بباعث امراض لاحقہ اور کچھ بباعث اس کے کہ بوجہ بیماری بہت سے دن تفسیر لکھنے سے سخت معذوری رہی ان نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا...... یہ پیشگوئی پوری ہو کر مسیح موعود کی وہ علامت بھی ظہور میں آ گئی......'' (۲۰ فروری ۱۹۰۱ء)

(۳) الصلح خیر: ''اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں

خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لئے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے میری یہ مراد ہے کہ پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی سے مدارات سے پیش آئیں...... مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عملدرآمد شروع ہوگا۔" (۵ مارچ ۱۹۰۱ء)

(۴) طاعون: "......سوائے عزیزو! اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بلا جو بہت نزدیک آ گئی ہے خدا اس کو دور کرے...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی...... دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑھ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاقی وجود کی ہمسائیگی فائدہ بخش ہے اللہ جل شانہ اپنے رسول کریمؐ کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ما کان اللہ لیعذ بھم وانت نیھم یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وباء وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہے۔" (۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء)

(۵) اعلان: "اے عرب، فارس، شام اور دوسرے ممالک کے مسلمان بھائیو! اللہ تم پر رحم کرے تم یہ جان لو کہ میں نے تمہارے لئے یہ کتاب اپنے رب سے الہام پا کر لکھی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں اس راستہ کی طرف بلاؤں جس کی طرف مجھے رہنمائی کی گئی اور میں تمہیں اپنے آداب سکھاؤں اور یہ اس بات کے بعد ہوا کہ جب کہ میں اس علاقہ کے علماء سے نا امید ہو گیا...... پس اس وقت بارگاہ ایزدی سے میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میں تمہارے ہاں مدد طلب کرنے کے لئے پناہ لوں۔ تاہم اہل مدینہ کی طرح میرے انصار بن جاؤ اور جس نے میری مدد کی اور میری تصدیق کی اس نے اپنے رب کو اور محمد ﷺ کو راضی کر لیا...... اے بندگان خدا نصیحت پکڑو اور بیدار ہو جاؤ کہ مسیح جو حکم ہے آ گیا ہے پس تم آسمانی علم کو حاصل کرو اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنے ناقص متاع کی کوئی قیمت نہ سمجھو اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور میں نے کوئی افترا نہیں کیا اور جو افترا کرے وہ ناکام ہوتا ہے......" (۲۵ اگست ۱۹۰۱ء)

(۶) اشتہار مفید الاخیار: "......یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اور اہل علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جائے کہ وہ ۲۴ دسمبر تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے تیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں......" (۹ ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۷) ایک غلطی کا ازالہ: ’’......اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے......‘‘ (۵نومبر۱۹۰۱ء)

(۸) اشتہار کتاب آیات الرحمٰن: ’’یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اس کو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لئے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کردیں......‘‘ (ایضاً)

(۹) المنار: ’’......بے وقوفوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھ کر جوش نکالا گیا ہے ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ مناظر کے ایڈیٹر جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت بلاغت میں بے مثل کتاب ہے اور صاف گواہی دے دی ہے کہ اس کے بتانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہوں گے ان مخالفوں کو چاہیئے کہ جریدہ مناظر کو طلب کر کے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہل زبان نہیں ہے؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت و بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہنچ گئی ہے اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی بلاغت فصاحت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے اب ایک طرف دو گواہ ہیں اور ایک طرف بیچارہ منار اکیلا..........‘‘ (۱۸نومبر۱۹۰۱ء)

(۱۰) الطاعون: ’’......اے لوگو! مجھے معلوم ہو رہا ہے اور میری فراست کہہ رہی ہے کہ یہ بلا گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آئی ہے جس طرح پہلے زمانوں میں آیا کرتی تھی اب تم خداوند تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کرو اور ہر قسم کی بدکاری اور فساد سے بچ جاؤ تو خدا چاہے تم ضرور کیڑوں مکوڑوں کی موت مرنے سے نجات پا جاؤ گے مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو جائے اور ہر شہر میں راہ نہ پا جائے پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سب کو کھا جائے اور چراگاہوں اور پانیوں کو بالکل کھا جائے اور پی جائے سو نیکیوں میں لگ جاؤ اور صدقات خیرات نکالو اور محتاجوں کو دو۔ قسم بخدا! مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو طاعون سے بچائے گا جو میرا کہا مانیں گے۔ سو تم عیش پسندوں کی پوشاک بدن سے اتار پھینکو اور سونے والوں کی غفلت سے الگ ہو جاؤ اور راکعین اور قائمین سے مل کر نماز پڑھو......‘‘ (۱۰دسمبر۱۹۰۱ء)

اشاریہ ماہنامہ "انصار اللہ" ۲۰۰۰ء

از: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

عمومی موضوعات

احمدیت کی عظیم الشان ترقی (اداریہ) شمارہ اکتوبر

احمدی نام کی وجہ تسمیہ۔ (از محمد انور نسیم صاحب) شمارہ دسمبر

اشاریہ جلد ۴۰ سال ۱۹۹۹ء (از احمد طاہر مرزا صاحب) شمارہ جنوری

الٰہی سلسلہ کی مخالفت (اداریہ) شمارہ اکتوبر

امراض قلب۔ (از ڈاکٹر عبداللطیف قریشی صاحب) شمارہ اگست، ستمبر

۱۹۰۰ء کے اہم واقعات ونشانات۔

حبیب الرحمن صاحب زیروی شمارہ جنوری، فروری

جلسہ سالانہ برطانیہ کے روح پرور نظارے (اداریہ) شمارہ اگست

جلسہ سالانہ قادیان دارالامان (رپورٹنگ) شمارہ جنوری

جلسہ سالانہ کی عالمگیر حیثیت شمارہ اکتوبر

چالیس سال کی عمر اور خدائی فرمان

(از عبدالقیوم صاحب راولپنڈی) شمارہ فروری

حسن کارکردگی مجالس شمارہ جنوری

داستان ربوہ کیلئے زمین خریدنے کی (عاصم جمالی) شمارہ دسمبر

درود شریف کی برکات مفرح بھائی عبدالرحمن قادیانی۔ شمارہ جنوری

دعوت الی اللہ کے تقاضے (بشارت احمد چیمہ) شمارہ اپریل

رسومات کے خلاف جہاد۔ قیادت تربیت۔ شمارہ مئی

رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ شمارہ دسمبر

سائیکل سفر کی سکیم (حافظ مظفر احمد صاحب) شمارہ فروری

سو سال پہلے "الحکم" میں مطبوعہ "کشف" شمارہ جون

قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات۔

از مرزا خلیل احمد قمر۔ شمارہ اگست

"قدرت ثانیہ" کا بابرکت نظام (اداریہ) شمارہ مئی

قدرت ثانیہ کا ظہور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء از نصر اللہ خان ناصر۔ شمارہ مئی

قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی (بسلسلہ بہائیت)

(از قلم مولانا سلطان محمود انور) شمارہ جون تا دسمبر

قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کے مصرعہ "اح م و دال مے خوانم"

کا وزن۔ از مولانا جمیل الرحمن رفیق صاحب شمارہ دسمبر

قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ۔

خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ شمارہ جولائی

قوت برداشت کیسے پیدا کی جائے۔ شمارہ جنوری

گھٹیالیاں۔ مختصر تعارف، سانحہ پر اخباری خبریں، تصاویر شہداء۔

شمارہ دسمبر

مجلس انصار اللہ پاکستان کی طرف سے ایک الوداعی تقریب۔

شمارہ اپریل

مجلس انصار اللہ چک چٹھہ کا ایک روزہ تربیتی پروگرام۔ شمارہ نومبر

مجلس انصار اللہ ضلع فیصل آباد کی ایک تقریب شمارہ جون

مجلس انصار اللہ پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ۔ شمارہ اپریل

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی سالانہ کھیلیں شمارہ مئی

مجلس انصاراللہ و خدام الاحمدیہ کے ورزشی مقابلہ جات۔ شمارہ دسمبر

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی دعائیہ تقریب۔ شمارہ اپریل

مجلس انصاراللہ کورنگی کراچی کا تفریحی پروگرام شمارہ اگست

مجلس عاملہ برائے سال ۲۰۰۰ء شمارہ جنوری

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی سالانہ پکنک شمارہ مئی

''مردانِ خدا'' کی صفات (اداریہ) شمارہ نومبر

نتائج امتحان سہ ماہی سوم و چہارم ۱۹۹۹ء۔شمارہ جنوری و جون

نتائج امتحان سہ ماہی اوّل و دوم ۲۰۰۰ء۔شمارہ جولائی۔نومبر

نیا سال اور اس کے تقاضے (اداریہ) شمارہ جنوری

نئی زندگی (اداریہ) شمارہ دسمبر

نئی صدی کا آغاز ۲۰۰۱ء شمارہ دسمبر

منظومات

آبِ حیات (شہداء گھٹیالیاں کے نام) از عبدالسلام اسلام۔ شمارہ دسمبر

اپنے قدم کو آگے بڑھانے کی دیر ہے۔

از خلیق بن فائق گورداسپوری۔ شمارہ اگست

از خدا یابند مردان خدا (از چوہدری شبیر احمد صاحب) شمارہ نومبر

اَھلًا و سھلًا و مرحبًا (محمد اسلم صابر صاحب) شمارہ مئی

''امن است در مکان محبت سرائے ما''

(از چوہدری شبیر احمد صاحب) شمارہ مئی

انقلاب احمدیت (از عبدالسلام اسلام صاحب) شمارہ جولائی

باصفا، باوفا، باتدبیر۔ (از طاہر عارف) شمارہ مارچ

بشر جو خاک کا پتلا دکھائی دیتا ہے۔سلیم شاہجہانپوری۔شمارہ اگست

(بیادحضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب)

(از عبدالکریم قدسی صاحب) شمارہ مارچ

حرفِ صداقت (صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں)

(از عبدالسلام اسلام صاحب) شمارہ جنوری

حسن قدرت۔(از عبدالسلام صاحب) شمارہ جنوری

دیوانوں کی بستی۔(از عبدالسلام صاحب) شمارہ دسمبر

ڈش کی کرامت۔(از عبدالسلام اسلام صاحب) شمارہ اکتوبر

مسافرِ راہِ نیاز (صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی یاد میں)

(از عبدالکریم قدسی صاحب) شمارہ مارچ

میرے ابا (از صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ) شمارہ مارچ

نشان قرآن پاک۔(عبدالسلام اسلام صاحب) شمارہ اپریل

نعت رسول مقبول۔(از مضطر رائے پوری صاحب) شمارہ جون

ہم بھی دیکھیں گے۔(از طاہر عارف صاحب) شمارہ فروری

یہ داستان جو آدھی صدی صدی پہ پھیلی ہے۔

(از عبدالکریم قوسی صاحب) شمارہ دسمبر

یہ مرا باپ ہے۔(از صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ) شمارہ مارچ

شخصیات

اسامہ بن زید (از محمد اشرف کاہلوں صاحب) شمارہ جون

ایک تاریخی خطبہ نکاح۔ شمارہ دسمبر

حضرت مصلح موعود کی یاد میں۔

(از صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب) شمارہ فروری

پسر موعود۔خلیفۃ المسیح الاوّل کی تعیین شمارہ فروری

حمید احمد خاں، ڈاکٹر۔(ذکر وفات) شمارہ اپریل

حمیداللہ چوہدری۔الوداعی تقریب شمارہ جنوری

سرفراز احمد ایڈووکیٹ، خواجہ۔(ذکر وفات و تعزیت) شمارہ جون، اگست

شریف احمد، صاحبزادہ مرزا۔حالات

اداریہ

پیشگوئی مصلح موعود ـــــــ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی۔ یہ پیشگوئی درحقیقت خدا تعالیٰ کے وجود سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت اور دینِ حق کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات کے منکر، اپنے خالق سے رشتہ توڑ چکے تھے ان کے لئے یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان حجت تھی۔ حضرت اقدسؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا:

''.........خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلشانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا......... اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معانی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السمآء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس کے بعد حضرت اقدس نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرمایا۔

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے''

نیز فرمایا: ''بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیا ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی''

حضرت اقدس نے مصلح موعود کی پیدائش کے لئے نو سال کی میعاد کا ذکر فرمایا چنانچہ اس اشتہار میں لکھا:

(ازقلم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے) شمارہ مارچ

عبدالحکیم اکمل (ذکر وفات) شمارہ جون

عبدالرحیم احمد صاحب میاں (ذکر وفات وتعزیت) شمارہ جولائی، اگست

عبدالحمید لدھیانوی، شہزادہ۔ ریاض محمود باجوہ شمارہ مئی، جون

غلام احمد قادیانی، حضرت مرزا۔ مسیح موعود

کے مختصر کلمات (مقولے) مفتی محمد صادق شمارہ نومبر

۱۹۰۰ء میں آپ کے علمی چیلنج۔(از جاوید احمد جاوید صاحب) شمارہ نومبر

صداقت کے عظیم الشان نشانات (اداریہ) شمارہ فروری

حضرت محمد ﷺ (شمائل) (از نصراللہ خاں ناصر صاحب)

شمارہ جنوری، فروری، جون، جولائی، اگست

مبارک علی، رانا۔ ساہیوال۔ قبول احمدیت شمارہ نومبر

محمد الدین، نواب۔ (از نصراللہ خان ناصر صاحب) شمارہ ستمبر

محمد دین، مولانا (ذکر وفات) شمارہ جون

محمد سلیم، ملک، (ذکر وفات) شمارہ مارچ

محمد عبدالسلام، پروفیسر ڈاکٹر

منفرد مقام ومرتبہ (از ایم ایم احمد صاحب) شمارہ اپریل

خدمات کا اعتراف۔ (از منور شمیم خالد صاحب) شمارہ اگست

محمد عبداللہ، ماسٹر (ذکر وفات) شمارہ اپریل

منصور احمد حضرت صاحبزادہ مرزا

خصوصی نمبر شمارہ مارچ

اعلیٰ صفات اور حسن سلوک۔ از مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ)

الٰہی وعدوں پر کامل یقین رکھنے والا وجود (از محبوب عالم خالد صاحب)

اوصاف حمیدہ (تاثرات)

(از چوہدری شبیر احمد صاحب، چوہدری محمد ابراہیم صاحب، خواجہ عبدالشکور صاحب، برکت اللہ علی صاحب، حافظ مظفر احمد صاحب، سید طارق محمود احمد صاحب، سید قمر سلیمان احمد صاحب، محمد بشیر خالد صاحب، محمود مجیب اصغر صاحب، منور شمیم خالد صاحب، نسیم سیفی صاحب، میاں محمد ابراہیم صاحب۔

بکھری ہوئی چند یادیں۔ (از ملک منور احمد جاوید صاحب)

پیشگوئیوں کے مصداق وجود۔ (از انتصار احمد نذر صاحب)

پیکر محبت وشفقت۔ (از ناصر احمد ظفر صاحب)

دلآویز شخصیت۔ (از مسعود احمد خاں دہلوی صاحب)

ذکر خیر۔ خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

سوانحی خاکہ۔ (از ریاض محمود باجوہ صاحب)

خدمات جلیلہ اور حسن قیادت۔ (از یوسف سہیل شوق صاحب)

خلق کریمانہ۔ (از نصراللہ خاں ناصر صاحب)

کچھ یادیں کچھ باتیں۔ (از چوہدری رشید احمد صاحب)

معاشرتی زندگی کی حسین جھلک۔ (انٹرویو از صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب)

مولود مسعود۔ (از چوہدری محمد صدیق صاحب)

ولادت باسعادت۔ (از مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

یادوں کے نقوش۔ (از مولانا سلطان محمود انور صاحب)

نثار احمد خاں۔ مربی سلسلہ (ذکر وفات) شمارہ جون

نورالدین، (حضرت الحاج مولانا حکیم

بانی سلسلہ سے تعلق شمارہ مئی

کتابیات

''اربعین''۔ تعارف۔ مبشر احمد خالد۔ شمارہ نومبر

باقی صفحہ ۴۰ پر

پیر چناسی کی چوٹی پر

انصار اللہ میرپور (آزاد کشمیر) کا ایک تفریحی پروگرام کی روئیداد

یہ ۷ جولائی ۲۰۰۰ء اور جمعرات کا دن تھا جب ہم چند دوست ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے عازم سفر ہوئے۔ ہماری منزل مظفر آباد کے قریب پیر چناسی کی چوٹی تھی۔ مکرم امیر صاحب ضلع کی قیادت میں پانچ انصار کا یہ قافلہ راولپنڈی کی طرف رواں دواں تھا امیر صاحب گاڑی چلا رہے تھے۔ گرمی کی شدت پورے جوبن پر تھی اور ہم بار بار پیاس بجھانے کے لئے رکتے رہے۔ دینہ سے جی ٹی روڈ پر آئے ایک دو جگہ گاڑی کے ریڈی ایٹر کو بھی ٹھنڈا کیا۔

ہم راولپنڈی سے ہوتے ہوئے مری کی بلندیوں پر تھے جہاں ہم ملکہ کوہسار کے حسن کو دیکھ دیکھ کر خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کر رہے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور ہم مری کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے کوہالہ اور مظفر آباد کی طرف گامزن تھے۔ رات کے اندھیروں میں پہاڑوں پر بجلی کی روشنی جنگل کا احساس نہ ہونے دے رہی تھی۔ قمقمے روشن تھے اور ایسا لگتا تھا کہ قدرت نے بے شمار جگنو اکٹھے کر دیئے ہیں۔ رات بھی تھی اور مری کے جنگلات بھی ان بلندیوں پر ہم گرمی کی شدت بھول چکے تھے۔ جب ہم مظفر آباد پہنچے تو رات کے ساڑھے نو بج چکے تھے۔ ”چھتر دومیل“ کا علاقہ بہت بھلا دکھائی دیا۔ ایک ہوٹل میں قیام وطعام کا انتظام کیا۔ ہوٹل کے پہلو میں دریائے نیلم رواں دواں تھا۔ (قریب ہی دریائے نیلم و جہلم کا سنگم ہے۔ اس لئے اس جگہ کا نام ”دومیل“ ہے۔) خوبصورت نظاروں کا رات بھی مشاہدہ کیا اور صبح بھی ان نظاروں سے لطف اندوز ہوئے۔

ان دنوں عشرہ دعوت الی اللہ تھا۔ ہوٹل کے دو ملازموں کو پیغام حق پہنچایا۔ دوسرے روز سات بجے ہم منزل کی تلاش میں تھے جو کہ مظفر آباد سے جانب شمال مشرق ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی۔ ایک مقامی احمدی دوست سے سفر کے بارہ میں معلومات حاصل کیں اور چند ہی لمحوں میں ہم پیر چناسی کی آسمان کو چھوتی بلندیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں بعض جگہ پر رک کر قدرت کے حسین نظاروں میں کھو جاتے رہے۔ بعض ملنے والے مقامی لوگوں سے علاقہ کے بارہ میں معلومات بھی حاصل کرتے رہے اور جہاں بھی موقع ملا دعوت الی اللہ بھی ہوتی رہی۔ بلندی سے دریائے نیلم ایک تنگ راستے کی طرح نظر آرہا تھا جیسے کوئی سانپ بل کھاتا گذر رہا ہو۔ چیل اور کیل کے درخت وادی کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے گویا ایک دوسرے سے بلند ہو رہے ہوں۔ نیچے مکانوں کی چھتیں ایسے دکھائی دیتی تھیں جیسے کسی نے بہت سے کارپٹ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بچھا رکھے ہوں۔ راستہ میں دو جگہ چشموں کا ٹھنڈا پانی پیا تو وہ آب حیات معلوم ہوا۔

پیر چناسی کی بلندی عمودی ہے۔ سڑک پر سولنگ کا کام بھی ہو رہا تھا۔ اس لئے گاڑی جو بل کھاتی عمودی بلندی کو طے کر رہی تھی اسے ایک طرف کھڑا کیا اور پیدل چلنے کا پروگرام بنایا۔ راستہ میں دو نوجوانوں سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا پیر چناسی کی چوٹی زیادہ دور نہیں ہے۔ چوٹی پر پہنچنے میں وقت کا کوئی احساس نہ ہوا۔ موسم میں کافی خنکی تھی اکا دکا بادل کے ٹکڑے آسمان پر منڈلا رہے تھے۔ جب کوئی بادل کا ٹکڑا سورج کے سامنے آتا تو سردی محسوس ہوتی۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔ خاموش اور پر سکون اور صاف

ستھرا ماحول تھا اور آلودگی کا نام ونشان نہ تھا۔ اس چوٹی کی بلندی آٹھ ہزار فٹ سے زائد بتائی جاتی ہے۔

پیر چناسی کی چوٹی پر کسی بزرگ کا مزار ہے جہاں رنگ برنگ جھنڈے نصب ہیں۔ لوگ روایتی انداز میں آتے ہیں۔ نذر مانتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ شرک وبدعت میں مبتلا ہیں جبکہ وادی کا ذرہ ذرہ اس کے پہاڑوں اور بلندیوں کا حسن خدا تعالیٰ کی خالقیت اور وحدانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام اس حسن ورعنائی پر کیا صادق آتا ہے۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے ترے دیدار کا

اپنے دونوں مہمان دوستوں سے کافی دیر تک دعوت الی اللہ سے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ ان کے سوالوں کے جواب مکرم مربی صاحب دیتے رہے۔ وقت بہت کم تھا اور واپسی بھی اسی روز تھی اس لئے ناچار اور بادل نخواستہ پیر چناسی سے واپس لوٹے۔ ایک روایت ہے کہ پیر چناسی چوٹی کے قریب ایک پتھر پر ہاتھوں کے پانچ پنجے کندہ ہیں۔ کہتے ہیں کسی زمانہ میں یہاں پانچ پیر آئے تھے۔ اس لئے اس جگہ کا نام بھی پنج پیر ہی مشہور ہو گیا ہے۔

(نوٹ:۔ پنج پیر کے نام پر پنجاب اور کشمیر میں کئی اور مقامات بھی ہیں۔ ماہنامہ انصار اللہ کے گزشتہ سال کے شماروں میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ اس بارہ میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔)

اسی روز ہماری واپسی تھی کچھ فاصلہ پر رک کر ایک ہموار جگہ پر نماز جمعہ ادا کی جس میں قریبی ہوٹل کا مالک بھی شامل ہوا۔ بعد از نماز جمعہ وعصر اسی ہوٹل میں کھانا کھایا جو سادہ مگر لذیذ تھا اور یہاں سے فارغ ہو کر پھر سفر شروع ہوا۔ جوں جوں مظفر آباد کے قریب پہنچ رہے تھے تو گرمی کی شدت بڑھ رہی تھی۔ مظفر آباد شہر زیادہ بلندی پر نہیں ہے اس لئے گرمی بلند وبالا چوٹیوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ شہر چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اور بلند پہاڑوں کو دیکھنے کے لئے پگڑی یا ٹوپی سنبھالنا پڑتی ہے۔

دریائے نیلم وجہلم کے سنگم سے گزر کر دریائے جہلم کے بہاؤ کے ساتھ ہماری واپسی ہوئی۔ کوہالہ کے بعد مری کی پہاڑیوں پر سفر شروع ہو گیا۔ خنکی کا احساس ہو رہا تھا۔ مری کچھ دیر رک کر وہاں کی خنکی سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ تھا مگر جونہی مری پہنچے تو سورج غروب ہونے کو تھا۔ اسی اثناء میں بادل امڈ آئے تھے اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں مال روڈ پر ہجوم کی چہل پہل خوب تھی جس سے بچتے بچاتے اور خاص طور پر کرائے کے کمرے دینے والوں کی یلغار سے (جو زبردستی کمرے دیتے ہیں سرگرداں تھے) ہم راولپنڈی کی جانب روانہ ہوئے۔ بارش نے راولپنڈی تک ہمارا ساتھ دیا۔ کچھ دیر ہم راولپنڈی میں رکے اور کھانے کے بعد اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ قدرت کے ان حسین شاہکاروں کا مشاہدہ کرتے اور اپنے مولیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے جب ہم واپس میرپور پہنچے تو ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا۔ (مرسلہ: مکرم راجہ محمد سلیم صاحب میرپور آزاد کشمیر)

بقیہ از صفحہ ۳۹:۔

''اصلاح نفس'' تعارف۔ (از مبشر احمد خالد صاحب) شمارہ نومبر

تصنیفات حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی کا اجمالی جائزہ

(از [illegible]) شمارہ جولائی

اعجازی نشان (اداریہ)

حقائق ومعارف۔ (از نصر اللہ خان ناصر صاحب)

نشان صداقت۔ (از نصر اللہ خان ناصر صاحب)

''ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو یا خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا''

جب حضرت اقدسؑ کے ہاں بشیر اول کی ولادت ہوئی اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ کو وفات ہوگئی تو حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کو تضحیک و استہزاء کا نشانہ بنایا گیا جس پر آپ نے سبز اشتہار شائع کیا اور اس میں یہ تصریح فرمائی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درحقیقت دو پیشگوئیاں تھیں۔ ''مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے'' ان الفاظ تک بشیر اول کے متعلق پیش گوئی تھی اور ''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا'' ان الفاظ سے مصلح موعود والی پیشگوئی شروع ہوتی ہے۔

اس پیشگوئی کے جو اغراض و مقاصد تھے ان سے صاف نظر آتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی آئندہ کسی زمانہ میں ظہور پذیر نہ ہوگی بلکہ اپنے مقاصد عالیہ کے پیش نظر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی اس کا ظہور ہونا تھا مثلاً

○ خدا نے یہ کہا ''تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں'' ○ تا دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو ○ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ ○ تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں اور جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ ○ تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ ○ تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اس کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفی ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے تا کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

ایک ادنیٰ تدبر سے ہر ذی عقل و فہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ مذکورہ اغراض و مقاصد کے پیش نظر پسر موعود (مصلح موعود) والی پیشگوئی حضرت اقدس کی زندگی میں منصۂ شہود پر آئے گی نہ کہ ایک لمبے عرصہ اور صدیوں بعد۔

پس یہ نشانِ آسمانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد .... کی ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے ذریعہ پورا ہوا۔ اور جس قدر بھی علامات پیشگوئی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ آپ کی ۷۷ سالہ زندگی میں لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔

استاذی المحترم قریشی نورالحق تنویر صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کی وفات

۶ فروری ۲۰۰۱ء کو استاذی المحترم قریشی نورالحق تنویر صاحب ایک طویل علالت کے بعد بعمر ۷۰ سال ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف مصر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے اور فارغ التحصیل ہو کر ایک لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ میں استاد کی حیثیت سے اپنی شدید علالت تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ادارہ اپنے اس فاضل استاد کی وفات پر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماوے اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ، بچوں اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل دے۔ آمین

امام الکلام

پیشگوئی مصلح موعود

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ''پسر موعود'' (مصلح موعود) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ' وعز اسمہ) مجھ کو الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ:-

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا.......... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے......

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ۔ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول)

کلام الامام

زمین کے کناروں تک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ''المصلح الموعود'' ...... کی ہوشیار پور میں ایک بصیرت افروز تقریر سے اقتباس۔ فرمایا:-

''اس وقت مختلف ممالک کے (مربیان) نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کے کناروں تک میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ...... احمدیت کا نام پہنچایا۔ مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے (دین حق) کا نام اور اس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح ایشیا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے (مربیان) کے ذریعہ لوگوں کو ...... احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک لڑکا ہوگا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا جس کے معنے یہ تھے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک (دعوت) پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ میرے اس لڑکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے۔ اب ہر شخص غور کر کے دیکھ لے کہ وہ کون سا ہاتھ تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (دعوت الی اللہ) کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے میرے (مربیان) کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اس سلسلہ کو پھیلانا شروع کر دیا بلکہ ہر ملک کے افراد کو اس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپ پر درود اور سلام بھیجتے اور صبح وشام آپ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے نا آشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے ان لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام روکوں کو دور کیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک ...... احمدیت کا نام میرے ذریعہ سے پہنچایا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اسی مقام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔''

(روزنامہ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۳)

عربی منظوم کلام

تَرَیٰ نَصْرَ رَبِّیْ کَیْفَ یَاْتِیْ وَیَظْهَرُ   وَیَسْعَیٰ اِلَیْنَا کُلُّ مَنْ هُوَ یُبْصِرُ

میرے خدا کی مدد کو تو دیکھتا ہے کیونکر آ رہی ہے اور ظاہر ہو رہی ہے اور ہر ایک جو آنکھیں رکھتا ہے ہماری طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔

اَتَعْلَمُ مُفْتَرِیًا کَمِثْلِیْ مُؤَیَّدًا   وَیَقْطَعُ رَبِّیْ کُلَّ مَا لَا یُثْمِرُ

کیا تو کسی ایسے مفتری کو جانتا ہے جو میری طرح تائید الٰہی رکھتا ہو اور میرا رب ہر اس کو جو پھل نہ لائے کاٹ دیتا ہے۔

تَقُوْلُوْنَ کَذَّابٌ وَقَدْ لَاحَ صِدْقُنَا   بِآیٍ تَجَلَّتْ لَیْسَ فِیْهَا تَکَدُّرُ

تم کہتے ہو کہ یہ شخص جھوٹا ہے حالانکہ میرا صدق ظاہر ہو چکا ان نشانوں کے ساتھ صدق ظاہر ہوا کہ جن میں کوئی کدورت نہیں

وَهَلْ یَسْتَوِیْ ضَوْاً نَهَارٌ وَ لَیْلَةٌ   فَکَیْفَ کَذُوْبٌ وَّالصَّدُوْقُ المطَهَّرُ

اور کیا دن اور رات روشنی میں برابر ہو سکتے ہیں پس کیسے ایک جھوٹا اور وہ جو سچا مطہر ہے برابر ہو جائیں گے

وَکَفَّرْ وَمَا التَّکْفِیْرُ مِنْكَ بِبِدْعَةٍ   کَمِثْلِكَ قَالَ السَّابِقُوْنَ فَدُمِّرُوْا

اور مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیری طرف سے کوئی نئی بات نہیں تیری طرح پہلے منکر بھی کافر کہتے رہے ہیں اور آخر ہلاک کئے گئے

وَهٰذا هُوَ الْوَقْتُ الَّذِیْ لَكَ نَافِعُ   فَتُبْ قَبْلَ وَقْتٍ فِیهِ تُدْعیٰ وَتُحْضَرُ

اور یہی وقت تجھے نفع دینے والا ہے پس اس وقت سے پہلے توجہ کر جس میں تو بلایا جائے اور حاضر کیا جائے

وَقَدْ کَبَّدَتْ شَمْسُ الْهُدیٰ وَاُمُوْرُنَا   اَنَارَتْ کَیَاقُوْتٍ وَاَنْتَ تُعَفِّرُ

اور آفتاب ہدایت سر پر آ گیا اور ہمارے کام یاقوت کی طرح چمک اٹھے اور تو ان کو خاک آلود کرنا چاہتے ہے

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۵۔۳۱۶)

فارسی منظوم کلام

بِدہ از چشمِ خود آبے درختانِ محبت را مگر روزے دہندت میوہ ہائے پُر حلاوت را

محبت کے درختوں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کرتا کہ ایک دن وہ تجھے شیریں پھل دیں

مہِ اسلام در باطن حقیقت ہا ہمے دارد کُجا باشد خبرزاں مہ گرفتارانِ صورت را

اسلام کا چاند اپنے اندر بہت سی حقیقتیں رکھتا ہے ظاہر بینوں کو کہاں اُس چاند کی خبر ہو سکتی ہے

من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم گرامروزم نمے بینی بہ بینی روزِ حسرت را

میں اُس یار کی طرف سے آیا ہوں کہ مخلوقات کو یہ چاند دکھاؤں اگر آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روزِ حسرت دیکھے گا

گراز چشمِ تو پنہاں ست شانم دم مزن بارے کہ بدپرہیز بیمارے نہ بیند رُوئے صحت را

اگر میری شان تیری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ تو بھی خاموش رہ۔ کہ بدپرہیز بیمار تندرستی کا منہ نہیں دیکھتا

چوں چشمِ حق شناس ونورِ عرفانت نہ بخشیدند نہادی نام کافر لاجرم عُشاقِ ملّت را

چونکہ تجھے معرفت کی آنکھ اور نور عرفان نہیں دیا گیا اس لئے تو نے عاشقوں کا نام کافر رکھ دیا ہے

کجا از آستانِ مصطفیؐ اے ابلہ بگریزم نمے یابیم در جائے دگر ایں جاہ و ہدولت را

اے بے وقوف میں درگاہ مصطفویؐ سے کہاں بھاگ کر جاؤں کیونکہ (وہاں سے ہٹ کر) کسی اور جگہ یہ عزت اور دولت نہیں پا سکتا

چہ میسوزی ازاں قربے کہ با دلدار میدارم اگر زوریست در دستت بگرداں رزق قسمت را

تو اس قرب کی وجہ سے جو مجھے دلدار سے حاصل ہے کیوں جلتا ہے اگر تیرے ہاتھ میں زور ہے تو قسمت کے رزق کو بند کر دے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۵ روحانی جلد ۵ صفحہ ۵۵)